یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

نمبر ۳ جلد ۱۰

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

(مارچ ۱۹۱۵ء)

رسالہ

تشحیذ الاذہان

ایڈیٹر۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

فہرست مضامین

قیمت سالانہ عوام سے عا طلباء سے عہ غیر ممالک سے عا

باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور [illegible] پبلشر نے شائع کیا

فروری کے تشحیذ سے متعلق ایک ضروری تصحیح

میاں محمد سعید صاحب حوالے دینے میں نہایت محتاط ہیں۔ اگر بوجہ خوف طوالت درمیان سے کچھ عبارت چھوڑ دیں تو درمیان میں نقطے یا × × × × یہ نشان ڈالدیتے ہیں۔ فروری کے رسالے میں بعض جگہ حوالہ نقل مطابق اصل کرنے میں تساہل ہوا ہے۔ ایک ضمیمہ بطور تصحیح اغلاط شائع کیا جاتا ہے اسے فروری کے رسالہ کے ساتھ لگا دینا چاہیئے۔ اور جن صاحبوں کے پاس فروری کا رسالہ نہ ہو۔ وہ اس دو ورقہ کو محفوظ رکھیں۔ اور فروری کا رسالہ منگوا کر ساتھ لگا لیں۔

حقیقۃ النبوۃ

حضرت صاحبزادہ اولوالعزم کی بیش بہا تصنیف جو مسئلہ نبوت کو سمجھانے والی ہے۔ شائع ہو گئی۔ طالبانِ حق دفتر ترقی اسلام سے منگوا کر پڑھیں۔ حجم ۳۰۰ صفحے قیمت چھ آنے

جواب طلب ضروری

جن صاحبوں نے وی۔ پی واپس کیا ہے۔ یہ بھی اطلاع دیں کہ آیا وہ خریدار رہنا چاہتے ہیں یا نہیں۔ بصورت عدم اطلاع خریدار سمجھے جا کر قیمت دینے کے ذمہ وار ہونگے۔ مینیجر

ماہ فروری کا رسالہ تشحیذ

نبوت مسیح موعود پر کامل بحث اس رسالہ میں کی گئی ہے اور تمام اعتراضات جو منکرین نبوت مسیح موعود کی طرف سے کیئے جاتے ہیں۔ انکے جواب دیئے گئے ہیں۔ یہ مضمون ۸۰ صفحے پر آیا ہے۔ ۶۳ عنوان ہیں۔ اور علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود کی پچیس امتیازی خصوصیات ہیں۔ اور آپ کے نبی اللہ ہونے پر دس دلائل دیئے گئے ہیں۔ اور تیس ایسے حوالے ہیں۔ جن میں صریح طور سے مسیح موعود نے اپنے آپکو نبی اللہ کہا۔ اور بیس ایسے حوالے ہیں۔ جن سے مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ غرض مضمون ہر طرح سے مکمل جامع اور پھر مختصر بھی ہے۔ جن صاحبوں نے وی۔ پی واپس کیا ہے اور آیندہ خریدار رہنا چاہتے ہیں وہ چندہ ادا کرنے کی تاریخ سے اطلاع دے کر اور ۲ر کے ٹکٹ حرجانہ وی۔ پی بھیجکر یہ رسالہ منگوا سکتے ہیں۔ یہ لکھنے پر کہ فلاں تاریخ ہمارے نام وی۔ پی مع حرجانہ کر دیں وصول کر لینگے۔ رسالہ مفت بھیجدیا جائیگا۔ ہر صاحبکو چاہیئے کہ اس رسالہ کو ملاحظہ کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رسالہ

تشحیذ الاذہان

بابت ماہ مارچ ۱۹۱۵ء

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء

چودہ کے عدد سے احمدی جماعت کو خاص مناسبت ہے اور یہ مناسبت کسی شاعرانہ خیال پر مبنی نہیں بلکہ واقعات پر ہیں۔ امّت محمدیہ میں چودھویں صدی کا وہ چودھواں خلیفہ ہے جسے اللہ تعالےٰ نے سلسلہ موسویہ سے مشابہت تامہ پیدا کرنے کے لئے منصب نبوت پر سرفراز فرمایا۔ اور آیت وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ پیشگوئی کے رنگ میں پوری ہوئی یعنی جیسا کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو بحالت کمزوری بدر میں اپنی نصرت سے ممتاز کیا۔ اسی طرح پھر دوسری بار بدر (چودھویں صدی میں) جبکہ حسب پیشگوئی مندرجہ حدیث اسلام غریب ہو جائیگا۔ اسکی نصرت اس جلیل القدر انسان کے ہاتھ پر ہوگی۔ جو چودھویں رات کے چاند کی طرح آفتاب رسالت محمدیہ کا پورا پورا عکس اپنے آئینہ قلب پر لینے والا ہوگا۔ یعنی اور مجددین و ماموریں کی حالت اسکے مقابل پر ایسی ہی ہوگی جیسی چودہویں رات سے پہلے مختلف تاریخوں کے چاند کی ہوتی ہے وہ جو اس آفتاب کے انوار کا مظہر اتم ہوگا وہ صرف ایک ہی ہوگا۔ جیسا کہ چودس کا چاند بھی صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ سے ظلمت آباد

عالم میں انوارِ نبوت پھیل کر ضیاء افزائے دیدۂ اسلام و اسلامیان ہونگے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پھر مارچ کا مہینہ بھی اس سلسلہ میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کہ یہ بہار کا موسم ہے اور پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی کا جلوہ بہت سی آنکھیں ہیں جو دیکھ چکی ہیں۔ اور اسی بہار کو یاد دلانے کے لئے میرے آقا میرے سید و مولیٰ میرے مطاع (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے سبز رنگ کے اشتہار جاری کئے کیونکہ جس زمین میں تخم ایمان بویا گیا تھا۔ اس میں قسم قسم کے گل بوٹوں کی بہار اسی موعود کے زمانہ میں مقدر تھی جس کے اوصاف اس سبز اشتہار میں لکھے ہیں۔ پھر اسی موسم بہار کے مہینے میں ابتداءِ سلسلہ سے جس قدر بھی خدا کی وحی نازل ہوئی۔ وہ سلسلہ کی آئندہ کامیابیوں اور پیش آنے والے واقعات کی تفصیل ہے۔ دیکھو

۴ مارچ ۱۸۸۹ء أَمْ يَسَّرْنَا لَهُمُ الْهُدٰى وَأَمْ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْعَذَابُ وَيَمْكُرُوْنَ وَيَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ × × × قُلْ أَيُّهَا الْكُفَّارُ إِنِّيْ مِنَ الصَّادِقِيْنَ × × × يُرِيْدُوْنَ أَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ × × × حُكْمُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ لِخَلِيْفَةِ اللّٰهِ السُّلْطَانِ يُؤْتٰى لَهُ الْمُلْكُ الْعَظِيْمُ وَيُفْتَحُ عَلٰى يَدِهِ الْخَزَائِنُ وَتُشْرِقُ الْأَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ وَفِيْ أَعْيُنِكُمْ عَجِيْبٌ بعض گروہوں کے لئے ہدایت مقدر ہے۔ بعض پر عذاب ثابت ہو چکا۔ وہ بھی تدبیریں کرینگے اور اللہ بھی تدبیر فرما رہا ہے اور اللہ سے بڑھکر خیر و خوبی کی تدبیر کرنیوالا کون ہے کہ او کافرو! میں صادق ہوں۔ وہ اللہ کے نور کو اپنی باد ہوا باتوں سے بجھانا چاہتے ہیں۔ اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے گو کافروں کو برا لگے۔ اللہ رحمان اپنے خلیفہ کے لئے حکم صادر فرماتا ہے کہ اسے ملک عظیم دیا جائیگا۔ اور علوم و معارف کے خزانے اسکے ہاتھ پر کھولے جائینگے۔ اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائے گی۔ یہ اللہ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔

شروع مارچ ۱۸۹۷ء "پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کے ساتھ رجوع ہوگا"۔ (اشتہار سید احمد خان کے سی۔ ایس۔ آئی مطبوعہ ۱۲ مارچ ۹۷ء)

۱۰ مارچ ۱۸۹۹ء بنت الرسول کی عزت و اقبال کی زندگی کی خبر ہے۔

مارچ سنہ ۱۹۰۰ء ابتداء اپریل میں خطبہ الہامیہ جو حسب وحی باریتعالےٰ کلام اُفصحت من لدن رب کریم الہامی کلام ہے زبانی پڑھکر سنایا جس میں حضور نے اپنا درجہ اپنی جماعت کو سمجھایا ہے۔

مارچ سنہ ۱۹۰۳ء (۱) نواب محمد علیخان کو حجۃ اللہ کا خطاب بارگاہ ایزدی سے عطا ہُوا۔

(۲) جماعت میں سے ایک شخص کے گھوڑے پر سے گر پڑنے کا کشف۔

(۳) جس کا تھا اسکے پاس آگیا (۲) لَنَنْفَخَنَّ فِیْھِمْ مِنْ عِنْدِ یِنَا

(۴) طاعون کا دروازہ کھولا گیا۔

مارچ سنہ ۱۹۰۴ء اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ جو تیرا دشمن ہے وہی بے نسل ہے۔

مارچ سنہ ۱۹۰۵ء۔ لَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ (اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو) (۲) سلامًا سلامًا۔ (سلامتی۔ سلامتی)

مارچ سنہ ۱۹۰۶ء ۹ مارچ ۱۹۰۶ء جس سے تو پیار کرتا ہے۔ میں اس سے بہت پیار کرونگا۔ اور جس سے تو ناراض ہے میں اس سے ناراض ہونگا۔ مفرزنہ ناظرین غور سے پڑھیں۔

۱۱ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء "چو دور خسروی آغاز کردند۔ مسلماں را مسلماں باز کردند" اسکے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ روئے زمین پر احمدی مسلمان ہیں اور ان مسلمانوں کو اسلام پر قائم کرنے کی ضرورت پڑنے والی تھی۔

۱۳ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ۔ بڑی بڑی بشارتوں سے بھری ہوئی یہ وحی ہے اسپر احمدی جماعت جس قدر خوشیاں منائے کم ہے۔ مسیح موعود کو کوثر عطا ہوتا ہے اگر حضرت خاتم النبیین کے کوثر میں آپ کے خلفاء ہیں جو آپکے کمالات وانعامات سے حصہ پانے والے ہیں اور وہ بھی جو آپکے جمیع کمالات کا وارث ہُوا۔ تو حضرت خاتم الاولیاء کو بھی سلسلۂ خلفاء دیا جائیگا۔ جو آپکی برکات وانوار سے حصہ پانے والے ہونگے۔ اور ان میں سے وہ بھی جو حسن واحسان میں آپ کا نظیر ہوگا۔

۱۴ مارچ سنہ ۱۹۰۶ء "چمک دکھلاؤنگا تم کو اس نشاں کی پنج بار" اگر کانگڑہ کی بد قسمت زمین نے نشان زلزلہ کی چمک دیکھی تو دوسری بار ابھی موسم بہار میں اٹلی کی زمین نے یہ قہری نشان دیکھا جہاں قصبہ انوارانو کے آٹھ ہزار باشندوں میں سے صرف سو بچے۔ تیس گاؤں بالکل نابود

ہو گئے تیس ہزار آدمی صرف ایوزی کے صوبہ میں ہلاک ہوئے باقی گاؤں کی آبادی اٹھارہ ہزار تھی جن میں صرف نصف بچے ہونگے۔

پھر اسی تاریخ کا الہام ہے۔ مقام او مبیں از راہ تحقیر + بدورانش رسولاں ناز کردند۔ حضرت مسیح موعود کا درجہ کم ماننے والوں کے لئے یہ شعر تازیانہ ہے کاش کہ وہ سوچیں اور پھر یہ بھی دیکھیں کہ جسے فخر رسل کہا گیا اسکے دور پر بھی رسولوں کو ناز ہے۔

---

۱۵ مارچ ۱۹۰۶ء خدا نکلنے کو ہے (۲) وعد اللہ ان وعد اللہ لا یبدل۔

---

۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء رفیقوں کو کہدیں کہ عجائب درعجائب کام دکھلانے کا وقت آگیا ہے۔ (۱) قال ربک انہ نازل من السماء ما یرضیک (تیرا رب آسمان سے وہ چیز اتارنے والا ہے جو تجھے خوش کر دیگی)

۳۰ مارچ ۱۹۰۶ء اخرہ اللہ الی وقت مسمی (سخت زلزلہ میں تاخیر کی گئی اور آپ کی دعا مقبول ہوئی)

۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھلاؤنگا۔

مارچ ۱۹۰۶ء انا نبشرک بغلام نافلۃ لک۔ ایک لڑکے کی بشارت جو حضور کی نسل میں سے ہوگا۔

۲ مارچ ۱۹۰۷ء انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (۲) اے میرے اہلبیت خدا تمہیں شر سے محفوظ رکھے۔ اس آیت تطہیر پر غور کریں۔ وہ لوگ جو اہلبیت پر الزام لگانے والے ہیں۔ اور ان سے برسر پرخاش ہیں۔ حضرت اقدس نے مقبرہ بہشتی کے شرائط سے اپنے اہل وعیال یعنی بیوی بچوں کو مستثنے کر کے بتا دیا کہ یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے۔ یعنی آئندہ سلسلہ انہی پانچ سے چلیگا۔ اور یہ کہ اللہ اپنے فضل وکرم سے انہیں حق پر قائم رکھیگا۔ وہ خیالات الہیہ پر چلنے والے ہونگے کبھی گمراہی اور شرک نہیں پھیلائینگے بلکہ بہشتی

۹ مارچ ۱۹۰۷ء "ہزاروں آدمی تیرے پردوں کے نیچے ہیں (۲) یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی۔ یعنی وفات کی خبر دی۔

۱۳ مارچ ۱۹۰۷ء (۱) لاہور میں ایک بے شرم ہے (۲) ویل لك ولافکك۔ تیرے پر اور تیرے پر جھوٹ پر لعنت۔ (۳) ایک امتحان ہے بعض اس میں پکڑے جائینگے اور بعض چھوڑے جائینگے مبارک وہ جو اس امتحان میں پاس ہوئے اور افسوس انکے لئے جو فیل ہو گئے (۴) اعجبنی موتکم تمہاری موت نے مجھے تعجب میں ڈالا۔ (۵) یورپ اور دوسرے عیسائی ملکوں میں ایک قسم کی طاعون پھیلیگی۔ جو بہت ہی سخت ہوگی۔ جنگ کی وجہ سے تباہی پھیل رہی ہے سب جانتے ہیں (۶) ریاست کابل میں قریب پچاسی ہزار کے آدمی مرینگے (۷) واستوت علی الجودی۔ یہ الہام ایک طوفان کی خبر دے رہا ہے اور نہیں معلوم اس طوفان سے کیا مراد ہے؟ (راقم)

۱۸ مارچ ۱۹۰۷ء (۱) جو دعائیں آج قبول ہوئیں۔ ان میں قوت اسلام اور شوکت اسلام بھی ہے۔ (۲) ایک موتی ہے میں اسے ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اسے عزت دونگا۔

۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء ۔ لاکھوں انسانوں کو تہ وبالا کردونگا (۲) انی مع الرسول اقوم

۲۵ مارچ ۱۹۰۷ء (۱) والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعك ربك وما قلیٰ وللآخرۃ خیر لك من الاولیٰ۔ اس رات کو جس نے ڈھانپ لیا اور پھر چاشت کو ہم شہادت کے طور پر پیش کرتے ہیں کہ تیرے رب نے تجھے چھوڑا نہیں۔ اس الہام کے کئی نظارے ہمنے دیکھے۔ ۱۳ و ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کی درمیانی رات ہی یاد ہے پھر ۱۴ مارچ ۹ بجے چاشت کا وقت جب تقریریں ہوئیں اور کسی نے بڑا بول بولا پھر نیچا دیکھا اور ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود کو اللہ نے چھوڑا نہیں وہ اسکے سلسلہ کو برقرار رکھیگا اور اسکو حسب وعدہ قدرت ثانی کے ہاتھ پر ترقی دیتا رہیگا۔

(۲) لا تخطی قدم العامۃ قدم النبی۔ عام لوگوں کا قدم نبی کے قدم کو پامال نہیں کرسکتا

(۲) بلغت قدم الرسول۔ میں رسول کے قدم پر پہنچ گیا ہوں (اے میرے مولیٰ ہم تیرے کلام پر ایمان لائے (راقم)

۲۷ مارچ ۱۹۰۷ء ۔ انقلب علی عقبیہ (وہ اپنی ایڑیوں کے بل پھر گیا) ولقد اٰثرك اللہ علینا۔ مسیح موعود کے زمانہ میں بھی ہمنے اسکا نظارہ دیکھا۔ پھر فتنہ ارتداد بھی دیکھا اور ایک متین آدمی کو حسب کشف بر بناء مصلحت وقت ایڑیوں کے بل لوٹنے والوں میں داخل ہوتے دیکھا۔ اور ان لوگوں کی آوازیں بھی سنیں جنھوں نے کہا کہ تجھے ہم پر اللہ نے ترجیح دی۔ یہ کس کو

کہا گیا تھا سب جانتے ہیں یوسف کو حضرت مسیح موعود بھی یوسف تھے پھر آپ نے بھی ایک یوسف کی خبر دی ۔ مبارک ہیں وہ جو اس یوسف کے حضور ولقد اثرك الله علینا عرض کریں۔

یہ بات میں نے اپنی طرف سے نہیں بنائی ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے مکتوب ۲۹ ربیع الاول ۱۳۰۶ھ بنام حضرت مولانا نورالدین رضؓ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بعض مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون وقالوا تاللہ تفتئوا تذکر یوسف حتی تکون حرضا او تکون من الھالکین ۔ شاھت الوجوہ فتول عنھم حتی حین ان الصابرین یوفی لھم اجرھم بغیر حساب ۔ اب خدائے تعالے نے ان آیات میں صاف بتلا دیا کہ بشیر کی موت لوگوں کی آزمائش کے لئے ایک ضروری امر تھا ۔ اور جو کچے تھے ۔ وہ مصلح موعود کے ملنے سے نو امید ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہیگا یہانتک کہ قریب المرگ ہو جائیگا یا مر جائیگا سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ ایسوں سے اپنا منہ پھیر لے جبتک وہ وقت پہنچ جائے اور بشیر کی موت پر جو ثابت قدم رہے ۔ انکے لئے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا ۔ یہ خدا تعالے کے کام ہیں اور کوتہ بینوں کی نظر میں حیرتناک"

پھر اسی کے ساتھ ارشاد ہوتا ہے ۔

"چونکہ اس پسر متوفی (بشیر اول) کو اس آنے والے فرزند سے تعلقات شدید تھے اور اسکے وجود کے لئے یہ بطور ارہاص تھا اسلئے الہامی عبارت میں جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اشتہار میں درج تھی ۔ ان دونوں کے ذکر کو ایسا مخلوط کیا گیا کہ گویا ایک ہی ذکر ہے ۔ ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بشیر رکھا ہے چنانچہ فرمایا کہ دوسرا بشیر تمہیں دیا جائیگا ۔ یہ وہی بشیر ہے جسکا دوسرا نام محمود ہے ۔ جس کی نسبت فرمایا وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا ۔ یخلق ما یشاء"

اب دیکھو بشیر اول کے بعد دوسرے فرزند کو مصلح موعود فرمایا ۔ پھر اس کا لقب یوسف بتایا پھر اس دوسرے فرزند کا نام بشیر اور پھر ساتھ ہی تشریح کر دی کہ یہ وہی بشیر ہے جسکا دوسرا نام محمود ہے

پھر اسکا نشان فرمایا کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن اور احسان میں تیرا نظیر اور یہ وہ الہام ہے جو ۱۰ر جولائی کے اشتہار میں درج ہے اور جسے مبائعین وغیر مبائعین متفق اللفظ حضرت محمود کے حق میں سمجھتے ہیں۔ تو پھر تشریح مندرجہ بالا کے رُو سے دوسرا البشیر مصلح موعود اور اس اعتبار سے یوسف بھی آپ ہی قرار پاتے ہیں۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام سے آپ کی چند مشابہتیں بھی لکھتا ہوں۔ جو مولوی حکیم قطب الدین صاحب نے اپنے ذوقی رنگ میں لکھیں۔

پہلے انھوں نے یہ مسئلہ واضح کیا ہے کہ جو بڑے عظیم الشان مرسل اور مجدد ہوتے ہیں۔ وہ ہزار کے دور پر آتے ہیں اور پھر ان کی وفات کے بعد اتباع احباب اور اولاد کا سلسلہ جاری ہوتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ يُدَبِّرُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ سے مستفاد ہے حدیث لَوْ كَانَ الْإِيمَانُ بِالثُّرَيَّا لَنَالَهُ رَجُلٌ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ۔ اس بات کی طرف مشیر ہے کہ آخری ہزار پر جو مجدد اعظم و مرسل و رفیع المرتبت مبعوث ہوگا۔ وہ فارسی الاصل ہوگا۔ اب اس قانون الٰہی کے ماتحت پہلے حضرت آدم آئے۔ جن کے بعد انکی اولاد سے سلسلہ تبلیغ چلا۔ پھر دوسرے دور میں حضرت نوح کا زمانہ تھا۔ جن کے بعد اتباع کا غلبہ تھا۔ اور انہی کے ذریعہ سلسلہ تبلیغ جاری رہا۔ پھر تیسرے دور میں حضرت ابراہیم پھر ان کی اولاد میں تبلیغ کرنے والے قائم ہوئے۔ مثلاً حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق و حضرت یعقوب و حضرت یوسف علیہم السلام اور چوتھے دور میں حضرت موسیٰ ہوئے۔ جن کے بعد انکے اتباع سے سلسلۂ خلافت چلا۔ پانچواں دور حضرت داؤد کا تھا۔ جن کی اولاد سے سلسلۂ تبلیغ جاری رہا مثلاً سلیمان علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ جو سب سے آخر ہوئے۔ چھٹا دور سیدنا خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد متبعین کے ذریعے سلسلہ خلافت قائم ہوا لیکن چونکہ رسول کریم پر دوسرے انبیاء سے دوہرا فضل ہوتا ہے اسلئے آپکی بعثت ثانی ضروری تھی۔ جیسا کہ وآخرین منھم لما یلحقوا بھم اور حدیث المھدی منی اجلی الجبھۃ وینزل اخی عیسےٰ ابن مریم علی جبل افیق علیہ برنس سے ظاہر ہے۔ (بارانی کوٹ بند) نیز دنیا کی عمر سات ہزار ہے اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم کو اس منبر پر دیکھا جس کے سات درجے ہیں۔ اور آپ آخری درجے پر کھڑے تھے۔ اب آپکی بعثت اول تو پانچویں ہزار میں ہوئی۔ پس ساتویں درجے پر کھڑے ہونے کی حدیث اسی طرح

صحیح ہو سکتی ہے کہ آپ ساتویں ہزار میں پھر مبعوث ہوں۔ چنانچہ آپ مبعوث ہوئے الخ۔ وہ پیشگوئیاں بھی پوری ہوئیں جو آپ نے فرمائی تھیں۔ یعنی یہ کہ میری اُمت اگر صالحہ رہی تو ایکدن اسکو مہلت ملیگی یعنی ایکہزار برس اور مسیح موعود و دجال علامات کبریٰ قیامت سے ہے۔ اور یہ کہ ایک ہزار کے بعد جیسے موتیوں کی لڑی ٹوٹ جائے تو موتی ایکدوسرے پر گرنے لگتے ہیں۔ اسطرح نشان پر نشان ظاہر ہوتا جائے گا غرض ان نشانوں کے ساتھ وہ موعود آیا۔ چونکہ اسکی مشابہت حضرت موسٰی سے بھی تھی۔ اسلئے وفات کے بعد معًا ایک بزرگ یوشع کی مانند اٹھا اور اُس نے جماعت کو سنبھال لیا۔ پھر یہ دور چونکہ مختص بہ اولاد تھا۔ اسلئے اسی موعود کی پیشگوئیوں کے مطابق خلافت کا وارث وہ ہُوا جسے الہامی زبان میں مصلح موعود بھی کہا گیا ہے اور یوسف بھی چنانچہ یوسف سے آپکی مندرجہ ذیل مماثلت ہے۔

اول۔ یہ کہ یوسف علیہ السلام اولاد ابراہیم میں سے تھے ایسے ہی سیدنا محمود بھی اس مرسل کی اولاد میں سے ہیں جسے اللہ تعالےٰ نے اپنے کلام میں ابراہیم فرمایا۔ اور اس وحی الہی سے بشارت دی کہ انظر الی یوسف و اقبالہ اور لا تثریب علیکم الیوم انا کنا خاطئین۔ اور وفات سے تھوڑی مدت پہلے وحی ہوئی۔ کہ انی لاجد ریح یوسف لولا تفندون چنانچہ وہ یوسف اپنے وقت پر صاحب اقبال ہُوا۔ اور جیسا کہ مقدر تھا اسکے بھائیوں نے اس سے بگاڑ کی اور پھر بعض ان میں سے تائب بھی ہوئے۔ اور انھوں نے لا تثریب علیکم الیوم بھی سن لیا۔

دوم۔ یہ کہ حضرت یوسف کو سولہ سترہ برس کی عمر میں بلکہ اس سے بھی پہلے رؤیا صالحہ شروع ہو گئے۔ ایک رؤیا یہ تھی کہ کھیت میں میرے بھائیوں کے پولے گر گئے اور میرا پولا کھڑا رہا بھائیوں نے سن کر کہا کہ تمہیں ہم پر سرداری کا شوق ہے۔ اسی طرح حضرت میاں صاحب کو بھی رؤیا ہوئے جن میں سے بعض آپکی تقریر بر سالانہ جلسہ میں مذکور ہیں۔ ایک رؤیا یہ بھی ہے کہ مولوی محمد علی صاحب سے آپکے قد کا مقابلہ کیا جا رہا ہے تو آپ ہر صورت میں اس سے بلند اور قد آور ہی رہے ہیں۔

سوم۔ حضرت یوسف سے جنھوں نے حسد کیا۔ وہ ماں کی طرف سے بھائی نہ تھے بلکہ اب کی طرف سے اسی طرح حضرت اقدس کی طرف سے جو اخ ہیں۔ انہوں نے ہی اس یوسف سے حسد کیا

چہارم۔ حضرت یوسف کو حسن و جمال سے خاص حصہ دیا گیا تھا۔ اسی طرح اس یوسف کو

حضرت اقدس کا حسنِ احسان بے نظیر فرمایا گیا۔ اس امر کی پہچان بھی زیادہ تر صدق و محبت سے وابستہ ہے دیکھو حسنِ یوسف برادرانِ یوسف و شتربان سے مخفی رہا نہ حضرت یعقوب و دیگر احباب سے۔ اسی طرح سیدنا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلّم کا حسن ابوجہل وغیرہ کو ناپسند تھا جو مکہ معظمہ سے نکلنے کو تیار ہو گئے۔ مگر وہ بھی تھے جو اس حسن کی خاطر اپنے اوطان اپنے احباب اقارب چھوڑ کر آپ ہی کے ہو رہے۔

پنجم۔ حضرت یوسف نے چوبیس پچیس برس کی عمر میں اجعلنی علےٰ خزائن الارض کی درخواست کر کے بیت المال میں تصرف شروع کیا اپنے لئے نہیں بلکہ بہ نیت تربیت رعایا و مخلوقاتِ الٰہی چنانچہ انکی خوب پرورش کی اور انکو ہلاکت قحط سے بچایا۔ اسی طرح اس ہمارے یوسف نے اس عمر ۲۵ سالہ میں بیت المال جماعت احمدیہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا۔ مبلغین کی جماعت تیار کی اشاعت اسلام کا کام اس قحط الرجال میں شروع کیا۔ اور احمدیت کی تخم ریزی شام و مصر و انگلستان و دیگر ممالک عالم میں شروع کی۔

ششم۔ ۲۶ سال کی عمر میں حضرت یوسف کے دو لڑکے تھے۔ اسی طرح اس یوسف کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس عمر میں دو فرزند عطا کئے۔

ہفتم۔ حضرت یوسف کو چھبیس برس کی عمر میں نبوت ملی۔ ہمارا یوسف بھی چھبیسویں برس میں مسندِ خلافت پر بیٹھا اور اسے بھی الہام و رؤیا صالحہ و اخبار عن الغیب سے حصہ مل رہا ہے

ہشتم۔ جس طرح حضرت یوسف کے حضور میں بھائیوں نے بھی آپ کی اطاعت کا اقرار کیا۔ اور جو رہ گئے ان میں سے بھی کئی خرّوا لہ سجدًا کے مصداق بن رہے ہیں۔ اور ہمارے یوسف کے کاموں سے آپ کے والدین کا مرتبہ و درجہ بڑھ رہا ہے اور رفع ابویہ علی العرش پورا ہو رہا ہے

نہم۔ جس طرح اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف کو تاویل الاحادیث کا علم بخشا۔ اسی طرح حضرت صاحبزادہ صاحب مسیح موعود کے یوسف کو اللہ تعالےٰ نے علم لدنی بخشا ہے اور آپ احسن الحدیث یعنے قرآن مجید اور احادیث نبی کریم کے وہ وہ معارف بیان کرتے ہیں۔ کہ سبحان اللہ وبحمدہٖ

پھر چونکہ صاحبزادہ صاحب اس دور میں ہیں جس میں سلسلہ خلافت غالباً بذریعہ اولاد قائم ہوتا ہے اسلئے آپکو حضرت سلیمان سے بھی کئی مناسبتیں ہیں مثلاً جیسے حضرت سلیمان کو علم منطق الطیر دیا گیا جس سے مراد علم دیا طاعون ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے تطیرنا بکم و طائرکم معکم

اور حدیث میں لا طیرۃ۔ اسی طرح آپ حضرت صاحبزادہ صاحب کو طاعون کی وبا کا علم قبل از وقت دیا گیا اور آپنے دارالامان کے رہنے والوں کو متنبہ کیا۔ دوسرے معنے منطق الطیر کے ہیں آپ لوگوں کے کلام کا علم جو ملاء اعلیٰ میں طیران کرتے ہیں اور طیرانیت کی صفت اپنے اندر رکھتے ہیں چنانچہ اس میں بھی آپکو بہرہ وافی دیا گیا ہے آپ صحابہ کرام اور حضرت مسیح موعود اور خلیفہ اول کا کلام خوب سمجھتے ہیں۔

دوم۔ جیسے حضرت سلیمان چالیس برس سے پہلے اپنے باپ کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے ایسے ہی حضرت میاں صاحب بھی چالیس سال عمر پانے سے پہلے ہی مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے۔

سوم۔ حضرت سلیمان کو خاص بنی اسرائیل کی قوم نے بہت سے معائب لگائے یہانتک کہ انکو حامیٔ بت پرستی و شرک کہا اور بت پرستی کا مروج دیکھو سموئیل ۲۔ اور بعض جہلاء نے انکو کافر بھی کہدیا اور اللہ تعالےٰ نے حضرت سلیمان کی بریّت کی اور ما کفر سلیمان فرمایا۔ اسی طرح حضرت صاحبزادہ صاحب کو جماعت احمدیہ میں سے بعض نے کہا کہ یہ مسلمانوں کو کافر کہنے والے یعنی کافر ہیں اور یہ کہ گدی قائم کرکے بت پرستی کی تخم ریزی کرنے والے ہیں مگر اللہ تعالےٰ نے آپکو مسندِ خلافت پر بٹھایا اور پھر خوف کو امن سے بدلا اور آپکو تسکین دی۔ اسی طرح آپکی خلافت حقہ پر مہر لگا کر یہ ثابت کردیا۔ کہ آپ خلیفہ راشد ہیں اور یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا (میرے ہی فرمانبردار رہینگے اور ذرا بھی ان میں شرک نہیں ہوگا) کے مصداق۔ نہ تو آپ کافر ہیں نہ مشرک

چہارم۔ جس طرح حضرت سلیمان نے بنا بیت المقدس کی اٹھائی اور عمارت بنائی۔ اس طرح حضرت میاں صاحب نے دینی عمارت منارۃ المسیح کی شروع کرائی ہے۔ چنانچہ ایک منزل پوری بھی ہوچکی ہے۔ اور یہ وہی منارۃ المسیح ہے جس کے بارے میں حضرت اقدس نے لکھا ہے کہ اسکی تیاری کے بعد مسیحیت کے انوار خصوصیت سے نازل ہونگے۔

اسکے علاوہ اور مسلمہ خلفاء سے بھی آپکو کئی مشابہتیں اور مماثلتیں حاصل ہیں مثلاً حضرت عمر کہ حضرت مسیح موعود نے انکی حضرت سلیمان سے تشبیہ دی ہے اور سلیمان وقتہ فرمایا ہے۔ جیسے حضرت عمر کو فتوحات حاصل ہوئے ایسے ہی اس عمر ثانی کو ہو رہے ہیں اور سلسلہ تبلیغ دور دراز کے ممالک تک پہنچ چکا ہے اور انشاء اللہ جیسے کہ وہ جمالی صفت کے مظہر اتم احمد کے خلیفہ ہیں ایسے ہی اخلاق و نرمی و فروتنی و خاکساری سے آپکو روحانی فتوحات حاصل ہونگی۔

(۲) خلیفہ ہادی بھی بعمر ۲۳ سال خلیفے ہوئے اور ۲۲ سال خلافت کی

(۳) خلیفہ عمر بن عبدالعزیز ۲۶ سال کی عمر میں خلیفے ہوئے۔

(۴) ایک خلیفہ حضرت داؤد کے خاندان کا حزقیاہ ہوا جو ۲۰ سال کی عمر میں خلیفہ ہوا۔ اور ۲۰ سال خلافت کی۔ غرض حضرت صاحبزادہ صاحب جو

۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء

کو ہمارے خلیفے ہوئے وہ اگلے خلفاء کے منہاج پر آئے ہیں اور انکے انکار سے تمام خلفاء کا انکار کرنا پڑیگا مبارک وہ جو آپکی بیعت کرکے اگلے خلفاء کی صداقت پر بھی مہر لگادیں اور حضرت اقدس علیہ السلام کی پیشگوئیوں کی بھی تصدیق کردیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کا شکر کریں کہ جب ایک آدم ان سے جدا ہوا۔ تو جیسا کہ سنت اللہ ہے کہ ہر چیز کی تکمیل چھ کے بعد ساتویں درجہ میں ہوتی ہے۔ اور جیسا کہ آدم بھی چھٹے روز کے اخیر میں پیدا ہوا۔ چھ سال تک اس موجودہ آدم نے نور کے سایہ عاطفت میں تربیت پائی۔ اور ساتویں سال کے ابتدا میں وہ مکمل انسان ہوکر خلیفہ بنا اور سلسلہ احمدیہ کے خصوصی مسائل کو محکم و استوار کیا جس پر مخلصین و مومنین پکار اٹھے ؎

چو دورِ خسروی آغاز کردند ✤ مسلماں را مسلماں باز کردند

اور اے وہ جو از راہ کبر و آبا اسکے مقام کو تحقیر سے دیکھتا ہے کیا تجھے یاد نہیں کہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں یہ الہامی شعر ہے ؎

اے فخرِ رُسل قرب تو معلومم شد ✤ دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ

پس

مقام او مبیں از راہِ تحقیر
بدورانش رسولاں ناز کردند

یہ ناز کیوں یہ ہونہار بزرگ اپنی لائق پیشرو پر ناز کیا ہی کرتے ہیں وہ جو جری اللہ فی حلل الانبیاء اور نبیوں کی سولہ کا نام پانے والا تھا اسے سزاوار ہے کہ اسکے زمانہ پر ناز کرے اور اسکو جو وہ کوا پنا فخر جانے کیونکہ یہ اسکے کاموں کی تکمیل کرنے والا اور اسکے مقاصد کو پورا کرنیوالا ہے صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ اجمعین ✤

دنیا ظہور امام موعود کے لئے بیقرار ہو رہی ہے

ا۔ پھلواری کے قاری شاہ سلیمان انجمن حمایت الاسلام میں تقریر کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ پیرزادے تو یوں سے گئے دیہاتی لوگ باہم کٹ مرے مولوی بھی جنگ لڑنے میں مشتی ہیں مگر امید تھی کہ ان گریجوایٹوں میں برا اثر ہوگا ہمیں باہم ملا دیں گے مگر خدا کی قدرت اگر ہم میں کالرا تھا تو ان میں پلیگ پیدا ہو گیا اب مسلمانوں کا کیا بنے مولوی الگ تباہ ہوئے تعلیمیافتہ جدا مضطرب رہے خسر الدّین والدنیا کی نوبت آپہنچی" پھر گھبرا کر بول اٹھتے ہیں۔ "ہماری دعا میں بھی تو اب کچھ اثر نہیں رہا نہ معلوم کیا بات ہو گئی ہے کہ بیرنگ واپس آرہی ہے۔" پھر کہتے ہیں کہ ہماری بیماری کا علاج یورپ کے ڈاکٹر اور طبیب نہیں کر سکتے آخر سب طرفوں سے مایوس ہو کر پکار اٹھتے ہیں ؎

اے بہ سراپردہ یثرب بخواب ✤ خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

میں شاہ صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ سراپردہ یثرب میں آرام کرنے والا اٹھا اور الٰہی وعدہ کے مطابق احمد قادیانی کی صورت میں بر رنگ بروز ظاہر ہوا اسکے دامن سے وابستہ ہو کر اپنے دکھوں کا اپنے دردوں کا درمان کیجئے اگر آپکو اسکی صداقت میں شبہ ہے تو انہی معیاروں پر پرکھ لیجئے جن پر "سراپردہ یثرب بخواب" والے کی صداقت پرکھی۔

۲ پھر ایک اور صاحب ہیں وہ المنیر میں یوں فریاد کرتے ہیں۔

کنوں گیتی از فسق تاریک شد ✤ رہ راستی سخت باریک شد

ہوس آخرت را بدنیا فروخت ✤ بہ برق امل خرمن سلم سوخت

ہمہ بیخود افتادہ اندر کنشت ✤ نہ بیم جہنّم نہ ذوق بہشت

بہر گوشہ وحال بر پائے خاست ✤ جہاں گشت پر شور مہدی کجاست

انکو بھی میں اطلاع دیتا ہوں کہ اگر پہلے نہیں سنا تو اب سن لیں کہ وہ مہدی قادیان دارالامان میں ہے فامنوا تفوزوا و تومنوا تردوا۔ یہ تو مسلمانوں کا حال ہے ہندوؤں کے پنڈت بھی تسلیم کرتے ہیں کہ سری کرشن کی آمد ثانی کا وعدہ پورا کرنے والا کوئی ضرور ہونا چاہیئے چنانچہ پنڈت راجا رام جی شاستری لکھتے ہیں۔

"تمام مذاہب کے پیش کردہ ان باتوں کی تہ میں یہ ایک ہی اصل اصول ہے کہ پرماتما اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعہ الہام بھیجکر اپنی تمام پرجا کو دھرم کا سچّا راستہ دکھلا دیتے ہیں اور جب وہ مکمّل ہدایت بھیج چکتے ہیں تو پھر ہدایت لانے والوں کی ضرورت مٹ جاتی ہے مگر اس ہدایت کو تازہ کرنیوالوں کی ضرورت بنی رہتی ہے اور اسکے لئے وہ اپنے برگزیدہ بندوں کو بھیجتے ہیں۔ اس اصول کو مدّنظر رکھکر سب سے پہلا الہام وید کا پاتے ہیں اور چونکہ وہ مکمّل ہے اسلئے اسکے بعد نئے الہام کی ضرورت مٹ جاتی ہے۔ صرف اس میں ڈھیلا پن آنے پر اسکو تازہ کرنے کی ضرورت ہی باقی رہجاتی ہے جو تمام مذاہب میں اصولاً مانی گئی ہے اس ضرورت کو مدّنظر رکھکر سری کرشن نے ارجن کو کہا اے ارجن جب سب دھرم کمزور ہوتا ہے اور ادہرم زور پکڑتا ہے تب میں پھر دنیا میں آتا ہوں نیکوں کی رکھشا اور دشٹوں کے ناس کے لئے اور دھرم کو قائم کرنے کے لئے میں یگ یگ میں جنم لیتا ہوں"۔

"سو ہر ایک مذہب میں موجود مذکورہ اصول کے مطابق اور سری کرشن کے وعدہ کے مطابق اب جبکہ دنیا میں سے دھرم کی اصلیت گم ہو چکی تھی اور مذہب صرف رسمیات پر قائم رہ گیا تھا ایک ایسے مہاپرش کو آنا چاہئے تھا جو پھر اصلی الہام کو تازہ کرتا پرماتما کے اس مکمل دھرم کو اصلی روپ میں لوگوں کے سامنے رکھتا۔ سری کرشن جی کا وعدہ جھوٹا نہیں تھا انہوں نے یہ وعدہ صرف اپنے ہی ساتھ نہیں جکڑا۔ بلکہ اس سے آگے چلکر انہوں نے کہدیا ہے کہ "بہت سے ایسے ہیں جو گیان کے تپ سے پوتر ہو کر میری پدوی کو پہنچے ہوئے ہیں"۔ اس لئے سری کرشن کا یہ وعدہ اس اصول کو ظاہر کرتا ہے کہ ہر ایک ایسے موقعہ پر دھرم کو پھر اصلیت پر لانے کے لئے مہاپرش دنیا میں آتے رہینگے یہ ایک پرماتما کا نیم ہے جس کے مطابق ایک ایسے مہاپرش کی دنیا کو ضرورت تھی جو کہ دھرم نام پر پھیلے ہوئے توہمات کے جال کو اصلیت میں تبدیل کر دے"۔

اب اسکا مصداق کوئی اپنی خوش فہمی یا خوش اعتقادی سے سوامی دیانند بنائے تو اسکی مرضی ورنہ جاننے والے جانتے ہیں کہ جو الہام کے جاری رہنے کا قائل ہی نہیں۔ جس نے خود یہ دعوے ہی نہیں کیا کہ میں وہی کرشن ہوں جو پہلے مبعوث ہوا وہ کس طرح اس وعدے کو پورا کرنے والا ہو سکتا ہے۔ اس وعدہ کا مصداق تو وہی ہے جس نے یہ دعوی کیا کہ میں ہندوؤں کے لئے کرشن ہوں اور اس وعدہ کے مطابق آیا ہوں جو پہلی بعثت میں کیا تھا۔ پھر وہ کام بھی کر کے دکھا دیا ہو جو کہ اسکی بعثت ثانی کے متعلق تھا۔ دیکھو اس عبارت منقولۃ الصدر کے اس فقرے کو

"جب وہ مکمل ہدایت بھیجتے ہیں تو پھر ہدایت لانے والوں کی ضرورت مٹ جاتی ہے۔ مگر اس ہدایت کو تازہ کرنے والوں کی ضرورت بنی رہتی ہے۔"

ہمارے عقائد سے کسقدر تطابق ہے پہلے یہ فیصلہ ہونا چاہئیے کہ مکمل ہدایت وید ہے یا قرآن کریم مقابلہ کر کے دیکھ لو کہ تمام دنیا کے لئے کونسی کتاب ہو سکتی ہے اور کونسی کتاب زندہ برکات اپنے اندر رکھتی ہے اور اپنی تعلیم پر چلنے والوں کو بطور نمونہ تمام مذاہب عالم پر فائق دکھا سکتی ہے پھر اس ہدایت کو تازہ کرنے والے یعنی مجددین کا سلسلہ کس دین میں جاری ہے جب آریوں میں یہ سلسلہ نہیں اور نہ اس مذہب کے حامل اس بات کے مدعی ہیں تو پھر کیوں خواہ مخواہ سری کرشن کا وعدہ پورا کرنے والا سوامی دیانند کو بتایا جائے اور اس حقیقی موعود سے انکار کیا جائے۔ جو کرشن ثانی بنکر آیا۔ اور کامیاب و کامران اس دنیا سے رخصت ہوا۔ اور اسکا جانشین موجود ہے آؤ اور دیکھو۔

مسافر آگرہ کا ادعاء عربی دانی

کسی آریہ اخبار نے آیت قرآنی انما نملی لھم لیزدادوا اثما پر اعتراض کیا تھا کہ خدا تعالیٰ لوگوں کو خود گناہوں میں بڑھانے کے لئے مہلت دیتا ہے اسکا جواب الفضل نے دیا کہ اول تو ما یضل بہ الا الفاسقین لیکا اصل ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جو نافرمانی کریں۔ جو اللہ کا عہد توڑتے ہیں۔ اور ان سے میل جول رکھتے ہیں جن سے انقطاع کا حکم ہے اور زمین میں فساد کی راہیں اختیار کرتے ہیں۔ دوم۔ اس آیت کے یہ معنی نہیں کہ مہلت گناہ بڑھانے کے لئے بلکہ فرمایا کہ

"ہم تو انکو مہلت دیتے ہیں، مگر اسکا نتیجہ یہ ہو رہا ہے وہ گناہوں میں بڑھ رہے ہیں۔"

اب اسپر مسافر آگرہ نے لکھا ہے

"آپ سمجھتے ہیں کہ آریہ عربی تو جانتے ہی نہیں چلو جیسا بھی سمجھ میں آئے ترجمہ گھڑ دو۔ اسی طرح سے چلین نیچے۔ اگر فی الحقیقت یہی بات ہے تو بھولے میاں جی! اس غلط خیال کو گوشۂ دل سے کافور کیجئے۔ اور جان لو جبتک اصلیت پر پردہ ڈالنا اگر اہل علم میں داخل نہ ہو جتے۔ آریہ آپکی طرح کے بیدوں سے بالکل اُمّی

ہو قرآن سے اُمّی نہیں ہیں بلکہ وہ عربی بھی جانتے ہیں جسکا ثبوت ابھی آپکو ملا جاتا ہے تجاہل عارفانہ یعنی آپ
عربی کی صرف ونحو سے بالکل ناواقف ہیں کہ جو ایسا غلط ترجمہ کیا ہے آپکو ابھی مضارع اور امر میں بھی تمیز نہیں
ہے کسی عربی داں سے جاکر پوچھ دیکھئے۔ مگر آپ بڑی بھاری غلطی کرتے ہیں کہ لیزدادوا جو کہ امر غائب کا صیغہ ہے۔
اور اس بات کو ایک مبتدی بھی جانتا ہے کہ امر کے معنے ہمیشہ کام کے کرنیکی اجازت کے لئے آتے ہیں اسی لئے اسکو
امر یعنی حکم کہتے ہیں مگر آپ ترجمہ کرتے ہیں نتیجہ یہ ہو رہا ہے کہ محض آپکے دماغ کا اختراع ہے کیا آپ اصلی
عبارت میں سے ایک بھی لفظ ایسا پیش کر سکتے ہیں جسکا ترجمہ یہ ہو سکتا ہو ہرگز نہیں اور قیامت تک نہیں
(لعنت اللہ علی الکاذبین) وہ گناہوں میں بڑھ رہے ہیں" حضرت یہ مضارع کے معنے ہیں اسلئے چاہیئے تھا
کہ "یزدادون" ہوتا کہ جسکے یہ معنے ہوتے کہ وہ بڑھ رہے ہیں یا بڑھینگے کہیئے اب تو آپ کا خیال شریف میں
کچھ اپنی علمی لیاقت معلوم ہوئی"۔

مسافر آگرہ کو واضح ہو کہ الفضل کا ترجمہ صحیح ہے اور آپکی عربی دانی کا ادعا غلط سنو! لیزدادوا مضارع
ہی کا صیغہ ہے ایک لام امر کا ہوتا ہے ایک لام تعلیل کا ایک لام عاقبت کا۔ یہ لام امر کا نہیں بلکہ عاقبت
کا ہے اور اسکے معنے ہوتے ہیں انجام اور نتیجہ کے اسکی مثال قرآن مجید ہی سے لیجئے فَالْتَقَطَهٗ اٰلُ
فِرْعَوْنَ لِیَکُوْنَ لَھُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ط (القصص ۲۶) حضرت موسیٰ کو فرعون کے لوگوں نے اٹھالیا
اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ انکا دشمن ہوا اور غم کا موجب۔

دیکھو یہاں لام کے یہ معنے نہیں کہ انہوں نے اس غرض سے موسیٰ کو اٹھایا کہ وہ انکا دشمن ہو جائے۔
دشمن بنانے کے لئے تو کوئی ڈوبتے کو نہیں بچایا کرتا اسی واسطے تفسیر مدارک میں لکھا ہے لیکون لھم
عدوًا لیصیر الامر الی ذلک لا انھم اخذوہ لھذا یعنی اٹھایا اور اسکا نتیجہ و انجام
یہ ہونے والا تھا۔ یہ مراد نہیں کہ دشمن بنانے کی غرض سے اٹھایا، پھر اسکی مثال دی ہے لقولھم
للموت ما تلدہ الوالدۃ وھی لم تلد لان یموت ولدھا ولکن المصیر الی ذلک
کذا قالہ الزجاج جیسے بولتے ہیں کہ موت کے لئے ماں جنتی ہے حالانکہ وہ موت کے لئے تو نہیں جنتی۔
مگر انجام یہ ہوتا ہے زجاج نحو کا امام یہی کہتا ہے اور مفسروں نے بھی اسی لئے اس لام کو عاقبت
کا قرار دیا ہے (وعن ھذا قال المفسرون ان ھذا لام العاقبۃ والصیرورۃ) پھر اس
لام کو تعلیل کا بھی بنائیں تو بھی نتیجہ یہی نکلتا ہے چنانچہ مفسر اسکی مثال دیتا ہے۔ جیسے جنتا ہے

لتکرمنی" میں تیرے پاس آیا تاکہ تو میری تکریم کرے"۔ اب وہ اسلئے تو نہیں آیا کہ اسکی تکریم کی جائے مگر اس ملاقات کا نتیجہ یہی تھا کہ ملنے والے کی تکریم ہو چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ یہاں تعلیل کے معنے علیٰ طریق المجاز ہیں لاکرام الذی ہو نتیجۃ المجئی اکرام نتیجہ ہے اسکے آنے کا

پس لیزدادوا کا بھی عاقبت کا لام ہے۔ اور اگر خواہ مخواہ علت کا بنایا جائے تو بھی معناً عاقبت کا بنجائیگا

یہانتک لام کی بحث تھی۔

اب سنو! کہ یزدادون کیوں نہیں سو یہ قاعدہ ہے اور ایک ابتدائی کتاب دروس النحویہ میں بھی لکھا ہے کہ

الاصل فی نصب الفعل ان یکون بالفتحۃ

وینوب عنہا حذف النون فی الامثلۃ الخمسۃ

یعنی فعل کی نصب زبر سے ہوتی ہے اور اسکی بجائے یہ بھی ہے کہ نون حذف کر دیا جائے۔ پھر اسکی مثال دیتا ہے۔ وھی کل مضارع اتصلت بہ الف اثنین کیفعلان وتفعلان او واو جماعۃ کیفعلون وتفعلون۔ یعنی ہر مضارع جس کے ساتھ الف تثنیہ کا ہو یا واؤ جمع کی ہو جیسے یفعلون۔ یزدادون کو نصب دی جائیگی تو نون حذف ہو جائیگا اور یزدادوا رہجائیگا۔

اب نصب کے عامل بتاتا ہے۔ وھو ینصب اذا سبقہ احد الاحرف الناصبۃ وھی ان۔ لن۔ واذن۔ کہ فعل کو نصب دیجاتی ہے جبکہ اس سے پہلے کوئی حرف ناصبہ اَنْ۔ لَنْ۔ اِذَنْ ہو

اس سے آپکو معلوم ہوگیا ہوگا کہ فعل کو جب نصب ہو تو نون جو واؤ جمع کے بعد ہو حذف ہو جاتا ہے اور یہ کہ اَنْ نصب دیتا ہے۔ اب یہ بتانا باقی رہ گیا کہ لام تعلیل و عاقبۃ کے بعد اَنْ محذوف بھی ہوتا ہے چنانچہ یہی دروس النحویہ میں لکھا ہے تنصب ان وھی محذوفۃ ویجب ذلک فی خمسۃ مواضع۔ اَنْ نصب دیتا ہے بحالیکہ یہ محذوف ہو اور یہ پانچ مواضع میں ہے اسکے بعد وہ پانچ مواضع بتلائے ہیں اور اخیر میں لکھا ہے۔ ویجوز حذف اَنْ واثباتہا بعد لام التعلیل ×× نحو حضرت لاسمع او لان اسمع۔ لام ان کا حذف کرنا یا اسکا ثابت رکھنا لام تعلیل کے بعد جائز ہے جیسے حَضَرْتُ لِأَسْمَعَ او لِاَنْ اَسْمَعَ۔ پس اسیطرح لیزدادوا میں لام عاقبۃ کا ہے اور اَنْ مقدرہ ہے اور یزدادون مضارع جسے اَنْ نے نصب دیا۔ اور نصب کی وجہ سے نون محذوف ہوا۔ اور یزدادوا رہ گیا اور وہی معنے صحیح ہوئے جو ہم نے کئے

یعنی یہ کہ ہم انکو مہلت دے رہے ہیں اور اسکا انجام و نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہ گناہوں میں بڑھ رہے ہیں حالانکہ اس مہلت میں انہیں اپنی اصلاح کرنی چاہیئے تھی کیونکہ اللہ تعالے الفحشاء کا حکم نہیں دیتا۔ بلکہ نیکیوں کا حکم فرماتا ہے۔ الغرض قواعد سے الگ ہو کر بھی اگر کوئی منصف مزاج سوچے تو ہم پر صاف کھلجائیگا کہ انما نملی لھم کے بعد لیزدادوا بصیغہ امر نہیں آسکتا۔ مگر یہ بات تو اسی کو سمجھ آسکتی ہے جو کچھ تقویٰ بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ ولا یمسہ الا المطھرون

صداقت کا زندہ ثبوت

"میں امید کرتا ہوں کہ شیخ عبد الخالق صاحب نو مسلم کا یہ مضمون بڑی دلچسپی سے پڑھا جائیگا اور ہمارے عیسائی دوست اس سے فائدہ اٹھائینگے"

مبارک وہ آدمی ہے جو شریروں کی صلاح پر نہیں چلتا اور خطا کاروں کی راہ پر کھڑا نہیں رہتا ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلس میں نہیں بیٹھتا۔ بلکہ خداوند کی شریعت میں مگن رہتا اور دن رات اسکی شریعت میں سوچا کرتا ہے۔ زبور ۱-۱ ۲ آیت

داؤد کا یہ الہامی کلام واقعی قابل داد ہے۔ خداوند کی شریعت میں مگن رہنا اور شب و روز اسکی شریعت میں سوچنا ایسا کام ہے جس کا نتیجہ ظلمت سے بھاگ کر نور کی طرف آنا ہی ہے مگر شریر جو خداوند کی شریعت میں کچھ نہیں سوچتا بلکہ سوچنے والے کو ٹھٹھے میں اڑاتا ہے وہ اس بھوسے کی مانند ہے جسے ہوا اڑا لے جاتی ہے آیت ۴

انبیاء جو خداوند کی شریعت بنی نوع انسان تک پہنچاتے ہیں خداوند کی شریعت کی صداقت کا جزو اعظم ہوتے ہیں۔ پس جو کوئی کسی نبی کے زبان و کام پر ایک غور کرنے والی نظر ڈالتا ہے۔ بیشک وہ اس نبی کی معرفت تامہ سے بہرہ ور ہو کر ثمر دار درخت کی مانند پھلتا پھولتا ہے مگر شریر جو اس پر ٹھٹھا مارتے ہیں انکی راہ نیست و نابود ہو جائے گی۔ آیت ۶

اسی طرح زمانہ حال کے نبی مثیل مسیح[1] کے زبان اور کام پر جو کوئی حق پسندی کی نظر سے سوچتا ہے بلا ریب وہ ہلاکت سے بچ جاتا ہے یعنی اگر کوئی حق جو غور کی نظر سے مثیل مسیح کے تمام وہ نشانات جو مسیح ناصری کے نشانات سے مماثلت رکھتے ہیں دیکھتا ہوا انپر غور سے سوچے تو بیشک وہ خود بخود

[1] بلکہ اس سے بڑھکر ہیں ۱۲

صداقت کی طرف کھینچا چلا آئیگا بشرطیکہ تعقل کچھ بھی دل میں رکھتا ہو۔ چنانچہ اگر کوئی صرف کلیسیا کی تواریخ کا ہی غور سے مطالعہ کرے تو بیشک بہت سے ایسے نشانات پڑھنے میں آئینگے جن سے مسیح ناصری کی صداقت ظاہر ہوتی ہے اور پھر جب اس زمانہ میں ہی وہی علامات اور نشانات نظر آتے ہیں۔ تو بلاشبہ وہی امورات اس مسیح محمدی کی صداقت کا بیّن ثبوت ٹھہرتے ہیں چنانچہ منجملہ انکے ایک یہ بھی ہے کہ کلیسیا کی تواریخ کے رسولی زمانہ کی تعریف بقول ریونڈ جیمز جی ڈی۔ ڈی یہی ہے کہ رسولی زمانہ وہ ہے جو اس زمانہ سے جس کے اخیر میں دین عیسوی نے سلطنت روم میں سارے مذہبوں پر قدرومنزلت حاصل کی پہلے تک کا ہے۔ کلیسیا کی تواریخ صہ ۱

اب یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ ۳۲۳ء سے پہلے سلطنت روم کے تمام فرمانروا مسیحیوں کو سخت ایذا اور تکلیف دیتے رہے مگر ۳۲۳ء میں ایک شہنشاہ روم نے دین عیسوی کی طرف توجہ کی اور ایذا رسانی موقوف ہوئی لہٰذا ہم عیسائی مورخین کی اس اصطلاح کو کہ رسولی زمانہ صرف ۱ء سے لیکر ۱۰۰ء تک ہی ہے تسلیم نہیں کرسکتے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ رسولی زمانہ ۱ء سے لیکر قریب ۲۰۰ء تک شمار کیا جاسکتا ہے کیونکہ رسولی زمانہ کا چوتھا حصہ ۶۱ء سے ۷۰ء تک کا ہے اور بقول عیسائی صاحبان یروشلم کی بربادی کے وقت یوحنا رسول زندہ تھا۔ کلیسیا کی تواریخ صہ ۲۹ اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ پطرس رسول خلیفہ اوّل ۶۶ء میں شہید کیا گیا۔ اور پھر یعقوب یروشلم کی کلیسیا کا اسقف مقرر ہوا۔ پھر جب یعقوب نے وفات پائی تو اس بزرگ اسقف (یعقوب وہی رسول ہے جس نے غیر اقوام کے مسیحیوں کیواسطے پولوس رسول کو ایک شریعت سکھلائی جو پولوس رسول نے غیر قوموں کے مسیحیوں کے درمیان جاری کی دیکھو اعمال ۱۵/۲۱ وکلیسیا کی تواریخ صہ ۲۱) کے بعد شمعون ابن کلیوپاس یروشلم کی کلیسیا کا اسقف مقرر ہوا۔ جس نے ایک صد بیس ۱۲۰ کی عمر پاکر وفات پائی کلیسیا کی تواریخ صہ ۲۹ تیسرا باب۔ پس اب ہم ان وجوہات و اثبات کی رو سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ رسولی زمانہ قریب قریب ۲۰۰ء تک شمار کیا جاسکتا ہے کیونکہ رسولی زمانہ وہی زمانہ ہے جس میں مسیح کے پیغام رسان اور انکے شاگرد الہام سے لوگوں کو تعلیم دیا کرتے تھے۔

آمدم برسر مطلب۔ اسی رسولی زمانہ کا ایک وقت اس زمانہ کے مسیح کے رسولی زمانہ سے بالکل ملتا ہے اور وہ یہی زمانہ ہے کیونکہ ۱۶۱ء میں جبکہ مسیح کی تعلیم کی مخالفت میں لوگ حد سے بڑھ گئے تو خدا نے آسمان پر سے ان مخالفوں کی سرزنش کے واسطے طرح طرح کے آفات نازل کئے۔ بزرگ پادری جیمز جی ڈی۔ ڈی اس حادثہ کو بالفاظ ذیل تحریر کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ان ایام میں بہت سے حادثے وقوع میں آئے

بھونچال اور پانی کا سیلاب - کال (قحط) اور مری بہت جگھوں میں تھی - جن کے سبب لکھو کھا آدمی ہلاک ہوئے ایسا ہی ایک قسم کا طاعون بھی پھیلا - جس سے اتنی اموات ہوئیں کہ شہر اور گاؤں ویران ہو گئے کلیسیا کی تواریخ صفحہ ۳۸

پس اے سعید روح رکھنے والو! غور کرو اور فہمید سے کام لو - یہ چار آفات خدا نے اس مسیح محمدی کے رسولی زمانہ (زمانہ خلفاء) میں بھی جبکہ ہر طرف سے اس مسیح کی تعلیم کی مخالفت کیجاتی ہے آسمان سے نازل کر کے اس مسیح ناصری اور اسکے سلسلہ کی مماثلت اس مسیح محمدی اور اسکے سلسلہ کے ساتھ ظاہر فرما کر دنیا پر اتمام حجت کر دی - غور کرو - گورداسپور - کانگڑہ وغیرہ اضلاع اس سیلاب سے برباد ہو گئے اٹلی کا بھونچال اپنی نظیر آپ ہے - ہندوستان میں آجکل کسقدر قحط ہے طاعون آجکل بے موسم ہر جگہ نمودار ہے یہ کیوں ہے اسلئے کہ خدا اپنے مسیح کے مخالفوں پر ہر طرح سے اتمام حجت کرتا ہے اور مومنوں کو اپنے نبی کی معرفت بخشتا ہے پس اے خدا کے برگزیدہ مسیح کے منکرو! سوچو اور غور کرو تا بچ جاؤ -

اور اگر تم خدا کی ان حجتوں کو اپنی خام فیلسوفی اور بے رخی نکتہ چینی سے جھٹلاؤ گے - اور اکبر مسیح صاحب کی طرح یہی کہو گے کہ یہ سب آثار اس مسیح کی تکذیب آسمان سے کرتے ہیں اور اسی وجہ سے یہ مصیبتیں پڑتی ہیں (غریبہ عیسوی آخری صفحہ) تو جان لو کہ یہ خیال صرف تمہارا خیال ہی نہیں ہے بلکہ یہی خیال ۱۶۱۶ء میں ان بت پرست اقوام نے جن پر خدا نے ان دنوں میں حجت قائم کی تھی - کیا تھا اور یہی کہا تھا کہ یہ ساری مصیبتیں ہم پر مسیح اور مسیحیوں کے سبب سے پڑی ہیں پس تم انکے ہم زبان ہو کر یہ نہ کہو اور اگر ایسا ہی کہو گے تو یہ بھی ایک صداقت کا نشان ہے - دیکھو کلیسیا کی تواریخ صفحہ ۳۸

(راقم عبد الخالق نومسلم)

شیر علی فرشتہ

یہ ایک کشف تھا جو حضرت مسیح موعودؑ کو ہوا تھا۔ اصل عبارت جو کہ حضرت صاحب نے تریاق القلوب کے صفحہ ۵۹ میں لکھی اسطرح ہے۔

"میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اسکا نام شیر علی ہے اسنے مجھے ایک جگہ لٹا کر میری آنکھیں نکالی ہیں اور صاف کی ہیں اور میل اور کدورت انمیں سے پھینکدی اور ہر ایک بیماری اور کوتہ بینی کا مادہ نکال دیا ہے اور ایک مصفّٰی نور جو آنکھوں میں پہلے سے موجود تھا مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا اسکو ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح بنا دیا ہے اور یہ عمل کر کے وہ شخص غائب ہو گیا۔ اور میں اس کشفی حالت سے بیداری کی طرف منتقل ہو گیا میں نے اس خواب کی بہت سے لوگوں کو اطلاع دی تھی چنانچہ ان میں سے صاحبزادہ سراج الحق سرساوی اور میر ناصر نواب صاحب دہلوی ہیں۔"

دوستو! یہ ہیں اصل الفاظ کشف مذکور کے اسکے متعلق کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ یہ پیشگوئی ہے جسکا پورا ہونا ضروری تھا۔ کیونکہ حضرت اقدس کی تمام پیشگوئیاں علیٰ منہاج النبوت ہیں جن میں سے بعض تو اما نرینک بعض الذی نعدھم کے مطابق آنحضور انور کی بابرکت زندگی میں ہی پوری ہو گئیں اور بعض او نتوفینک کے مطابق حضرت اقدس کے بعد وقتاً فوقتاً الی یوم القیامۃ پوری ہوتی رہینگی تاکہ پچھلی قوموں کے لئے بھی انکی ترقی اور ازدیاد ایمان کا باعث ہوں جیسا کہ حضرت اقدس تریاق القلوب کے صفحہ ۱۳ کے حاشیہ میں فرماتے ہیں۔

"خدا تعالےٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ میری پیشگوئیوں سے صرف اس زمانہ کے لوگ ہی فائدہ نہ اٹھائیں بلکہ بعض پیشگوئیاں ایسی ہوں کہ آئندہ زمانہ کے لوگوں کے لئے ایک عظیم الشان نشان ہوں۔"

اسلئے ضروری ہے کہ بعض نشان اب بھی پورے ہوں اور آئندہ زمانہ میں بھی پورے ہوتے رہیں۔

غرض دوم یہ ہے کہ وہ پیشگوئیاں جو ابھی پوری نہیں ہوئیں یا پوری تو ہو چکیں۔ لیکن اب وہی

پیشگوئیاں کسی دوسرے پہلو سے پوری ہوتی نظر آتی ہیں تو انکے پورا کرنے کے لئے بھی مومن کو بہت کوشش کرنی چاہیئے تاکہ اس مُرسل یزدانی کی صداقت ظاہر ہو جس نے وہ پیشگوئی کی تھی۔ جیسا کہ حضرت صاحب اپنی کتاب اعجاز احمدی طبع دوم کے صفحہ ۱۱ میں تحریر فرماتے ہیں کہ "عیسائی کہا کرتے تھے کہ اگر آنحضرتؐ کے لئے قرآن شریف میں فتح کی پیشگوئی کی گئی تھی تو آپ نے جنگیں کیوں کیں اور دشمنوں کو حیلوں تدبیروں سے قتل کیوں کیا۔ آج اس قسم کے اعتراض لوگ پیش کر رہے ہیں مثلاً کہتے ہیں کہ احمد بیگ کی لڑکی کے لئے انکی تالیف قلوب کے لئے حیلوں سے کیوں کوشش کی گئی۔ اور کیوں احمد بیگ کی طرف اسکے خط لکھے گئے مگر افسوس کہ یہ دونوں یعنی عیسائی اور یہ نئے یہودی نہیں سمجھتے کہ پیشگوئیوں میں جائز کوشش کو حرام نہیں کیا گیا۔ جس شخص کو خدا خبر دے کہ فلاں بیمار اچھا ہو جائیگا۔ اسکو منع نہیں ہے کہ وہ دوا بھی کرے کیونکہ شاید دوا کے ذریعہ سے اچھا ہونا مقدر ہو۔ غرض ایسی کوشش کرنا نہ عیسائیوں اور یہودیوں کے نزدیک ممنوع ہے نہ اسلام میں"

ایسا ہی حضرت نبی کریمؐ نے جو پیشگوئی فرمائی تھی اسرعکن لحوقابی اطولکن یدًا۔ اس حدیث کے سنتے ہی تمام امہات المومنین اہلبیتؓ کو یقین ہو گیا کہ درحقیقت لمبے ہاتھوں سے انکا لمبا ہونا ہی مراد ہے۔ یہانتک کہ آنجناب کی اس پاکدامن بیویوں نے باہم ہاتھ ناپنے شروع کئے۔ لیکن جب سب سے پہلے زینبؓ نے (جسکے بظاہر چھوٹے ہاتھ تھے) وفات پائی تب انہیں سمجھ میں آیا کہ لمبے ہاتھوں سے ایثار اور سخاوت کی صفت مراد ہے جو زینب رضی اللہ عنہا پر سب کی نسبت زیادہ غالب تھی۔" دیکھو ازالہ اوہام طبع دوم صفحہ ۲۴۳۔ پس صحابہ کرامؓ اور اہلبیتؓ کا ظاہر سے باطن کی طرف کھینچ کر لیجانا یعنی ظاہری ہاتھوں سے سخاوت کے لمبے ہاتھ سمجھ لینا محض اجتہاداً اور اس غرض سے تھا کہ جسطرح ہو سکے آنحضرتؐ کی پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اور یہ اجتہاد کوئی منافی شریعت نہیں کیونکہ بموجب لکل ظہر وبطن۔ ظاہر سے باطن اور باطن سے ظاہر جو ایک دوسرے کے مؤید و ممد ہو سمجھ لینا کچھ حرج نہیں ہے۔

اب میں اصل مدعا کی طرف متوجہ ہو کر عرض کرتا ہوں کہ پیشگوئی مذکورہ بالا مندرجہ کتاب تریاق القلوب صفحہ ۹۵ اگرچہ باطنی معنوں کے لحاظ سے آنحضور اقدسؑ کی بابرکت زندگی میں ہی پوری ہو چکی تھی۔ لیکن ظاہری معنوں کے لحاظ سے بھی خدا کا شکر ہے کہ یہ پیشگوئی حرف بحرف پوری ہو گئی ہے۔ جو بعض پہلو اپنے اندر روحانیت اور بطنیت کے بھی رکھتی ہے اس طرح پر کہ موجودہ ابتلا میں جبکہ کوتہ بیں اور بیمار طبع لوگوں نے اپنی

بیماری اور کوتہ بینی کا فاسد مادہ حضرت اقدس علیہ السلام کی آنکھوں (چشمہ معرفت اسلام) میں ڈالکر میل و کدورت سے تاریک کرنا چاہا اور اس مصفا نور کو جس کی روشنی دور دور تک پہنچ چکی تھی بعض مواد فاسدہ کے نیچے دبانا چاہا۔ تو فوراً ایک شخص مسمی شیر علی نے (جسکو دنیا جانتی ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زمانہ طیبہ میں اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے زمانہ مبارکہ میں بھی فرشتہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا چونکہ کشف مذکور میں فرشتہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور اسکو شخص (آدمی) بھی کہا گیا ہے) ٹھکر کوشش کی اور اس میل و کدورت کو جو حضرتؑ کی آنکھوں میں بعض کوتہ بینوں نے ڈال رکھی تھی۔ اور بعض مواد فاسدہ کے نیچے وہ اسلام کا چشمہ دب جانے کو تھا۔ بڑی ہمت اور استقلال سے باہر پھینکدیا۔ اور اس مصفا نور کو جو آنکھوں میں پہلے ہی سے موجود تھا ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح روشن اور نمودار کر دیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ

مطلب یہ کہ وہ روشنی اسلام کی جو اس فرشتہ شیر علی کی معرفت نمودار ہوگی نئی نہیں ہوگی۔ بلکہ وہ نور مصفا (اسلامی نور) پہلے ہی سے اس چشمہ میں موجود و مخفی ہوگا۔ فرشتہ کا صرف یہ کام ہوگا کہ وہ اسکو تاریکیوں اور ظلمتوں سے جو بعض کوتہ بینوں کے مواد فاسدہ کے سبب سے چھا گئی ہونگی صاف اور روشن تر کردیگا سو الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی اور اس فرشتہ شیر علی کی معرفت موجودہ ظلمت جو سلسلہ خلافت کے پاک چشمہ پر چھا گئی تھی دور کی گئی۔

اے شیر علیؓ تجھے مبارک ہو کہ تیرا نام پہلے سے ہی الہام الٰہی میں فرشتہ رکھا گیا اور تو نے وہی کام کر دکھایا جو کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے کشف میں تیری نسبت بیان کیا تھا اور اے جماعت احمدیہ تجھے بھی مبارک ہو کہ شیر علی جیسا فرشتہ سیرت شخص تجھے دیا گیا۔ جس نے اس پیشگوئی کو جو تیرے آقا مسیح موعودؑ کی زبان مبارک سے بیان کی گئی تھی پورا کر دکھایا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

ممکن ہے کہ بعض کج طبع لوگ اس پیشگوئی کو جھوٹا ثابت کرنیکے لئے کوشش کریں جیسا کہ بعض اور پیشگوئیوں کے جھٹلانے کے لئے کوشش کرنا انکا شیوہ ہو رہا ہے سو اسکا جواب یہی ہے جو کہ خود حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے دیا ہے "اگر یہ سچے ہیں تو قادیان میں آ کر کسی پیشگوئی کو جھوٹا تو ثابت کریں اور ہر ایک پیشگوئی کے لئے ایک سو روپیہ انعام دیا جائیگا ..... لیکن اس تفتیش کیوقت منہاج نبوت کو معیار صدق و کذب کے لئے ٹھہرا دیں۔ میں یقیناً کہتا ہوں کہ اگر میرے معجزات اور پیشگوئیاں انکے نزدیک صحیح نہیں تو انکو تمام انبیاء علیہم السلام سے انکار

بائبل کی اصلیت

کتب عہد عتیق کی نسبت ایک عالم کی رائے ہے کہ جو الفاظ عبرانی کتابوں میں موجود ہیں۔ حضرت موسیٰ کے زمانہ تک انکا کہیں بھی پتہ نہیں ملتا۔ جس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ موجودہ تورات بنی اسرائیل کے بابل میں قید ہونے سے بعد مرتب ہوئی ہے پھر بابل کے مضافات میں قصبہ سوس سے حموربی شہریار راست گفتار کی شریعت سنگ خارا کے ایک ستون پر کھدی ہوئی ملی ہے جو موجودہ تورات سے متفق ہے جس سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ یہ تورات اہل بابل سے اخذ کی گئی ہے یہ وہی حموربی ہے کہ جس کا ذکر سفر تکوین کے چودہویں باب میں ہے اسی بادشاہ آشتی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو برکت دی اور حضرت خلیل اللہ نے دھمکی دی۔ پولس رسالہ العبرانیین کے باب ہفتم* میں لکھتا ہے کہ یسوع ہمارے واسطے شہریار راست گفتار کے رئیس کاہنان کے رتبہ پر داخل ہوئے شہریار مذکور بے پدر و مادر و بلا نسب تھا نہ اسکی عمر کی ابتدا تھی نہ انتہا بلکہ وہ خدا کے بیٹے (یسوع) کے مشابہ تھا۔ "تورات کئی بار گم ہو چکی ہے آخر عزرا نے لکھی"۔ "یہ عزرا بابل سے آیا وہ موسیٰ کی شریعت جو پروردگار خدائے اسرائیل نے اسے دی تھی ایک کاتب ماہر تھا" سے یہی ثبوت ملتا ہے۔ کتاب استثنا د....... کے اکتیسویں باب میں یہ عبارت ہے "پس جب موسیٰ اس تورات کو ایک کتاب میں اول سے آخر تک لکھ چکے تو لادیوں کو جو اٹھانے تابوت عہد پروردگار تھے موسیٰ نے یہ کہکر حکم دیا کہ اس تورات کو" ... پھر آگے چلکر لکھا ہے۔ "کسی شخص نے انکی قبر ابتک نہیں پہچانی*"۔ "بنی اسرائیل میں کوئی پیغمبر موسیٰ کا مثیل نہیں ہوا" یہ عبارتیں صاف دلالت کرتی ہیں کہ موجودہ تورات وہ نہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ ہاں یہ قرین قیاس ہے کہ جب تورات حسب منشائے الٰہی گم ہو گئی۔ تو عزرا نے ان احکام تورات کو مرتب کیا جو بنی اسرائیل کے تعامل سے یاد رہ گئے تھے اور کچھ بابلی شریعت مل گئی جیسا کہ اس ورس سے ظاہر ہے "اے عزرا بمنشائے حکمت خداوندی ہر گروہ کے مقدمے کا فیصلہ ... جو کوئی خدا اور بادشاہ کی شریعت پر عمل نہ کرے اسکو جلد سزا دے"۔

یہ تو سب جانتے ہیں کہ تورات کو کسی نے حفظ نہیں کیا ہاں بنی اسرائیل چونکہ اسپر عمل پیرا تھے اسلئے اسکا کچھ حصہ بیشک یاد رہ سکتا ہے جو عزرا نے لکھدیا۔

قرآن کریم سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے بلکہ ایک بڑا بھاری معجزہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو بات اس تقی

* دیکھو عبرانیوں باب ۷ ۔ * دیکھو استثنا باب ۳۴

کے زمانہ میں بڑی تحقیق و تفحّص سے معلوم ہوئی وہ قرآن میں بزبانِ خداوندی پہلے مذکور ہے چنانچہ سورہ النساؐ
میں ایک آیت ہے الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتٰب کیا تو ان لوگوں کو نہیں دیکھتا جنہیں
کتاب کا کچھ حصہ ملا ہی پھر فرمایا وجعلنا قلوبہم قاسیۃ یحرفون الکلم عن مواضعہ ونسوا
مما ذکروا بہ ہم نے انکے دلوں کو سیاہ کردیا۔ وہ کلمات کو اپنے مواضع (ما وضع لہ) سے پھیرتے ہیں
اور اس تذکرہ کا جو انکو دیا گیا کچھ حصہ بھول گئے یہ آیتیں صاف صاف پکار رہی ہیں کہ اہل کتاب کے
پاس اصل کتاب کا کچھ حصہ باقی ہے جو قرآن مجید سے بحکم مصدقا لما معکم وفیہا کتب
قیمۃ مطابق ہے پروٹسٹنٹ علماء اس بات کے مقر ہیں کہ خدائے حقیقی کی عبادت بادشاہ منسّاہ
کے زمانہ میں منقطع ہو چکی تھی باینہمہ کہ بخت نصر نے جب ہیکل بیت المقدس کو ویران کیا تو تابوت
کے ساتھ تورات کا رہا سہا نسخہ بھی کھویا گیا۔ پھر جب ارتخششتا ملک بابل نے انکو رہا کیا تو عزرا
نے تورات کو قلمبند کیا۔ علم آثار الاقوام و الٰہیات کے علامہ ڈیلیٹش نے ایک طولانی لیکچر میں جو
ایک بادشاہ کے سامنے دیا تھا صاف صاف سنایا کہ موجودہ تورات شرائع بابل سے منقول ہے
تعجب یہ ہے کہ اسکے اس بیان سے کوئی شور نہیں اٹھا بلکہ سب نے قبول کیا حتّٰی کہ اس بادشاہ
نے لیکچرار مذکور کی بڑی عزت کی اور اس سے متاثر ہو کر اپنے ایک دوست کو لکھا کہ تورات کی تاریخ احکام
شریعت سب انسانی فعل ہے اور خدا کی وحی کو اسمیں ذرا بھی دخل نہیں یہ کیوں؟ صرف اسلئے کہ نئے
اکتشافات نے ثابت کر دیا کہ موجودہ تورات وحی الٰہی نہیں بلکہ بشری فعل ہے جیسا کہ بعض
کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم شریعت کا نسخہ بابل سے فلسطین میں لائے تھے اور شریعت
مصریہ سے مل جل کر موجودہ تورات کی صورت اختیار کی اور قصبہ سوس کی حمورابی والی شریعت
سے مطابقت نے اس عقدے کو اور بھی کھول دیا ہے والفضل ما شہدت بہ الاعداء
ع جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔ غرض یہ سب تحریکیں مسیح موعود کی برکت سے ہیں اور اسکے مقاصد
کی تکمیل کے لئے خدا کی طرف سے پیدا ہوئی ہیں اور قرآن مجید کی اس آیت کی تصدیق ہو رہی ہے
سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتّٰی یتبیّن لہم انہ الحق ہم انہیں اپنے نشان
آفاق میں اور خود انکے نفسوں میں دکھائینگے تاکہ خوب طرح کھل جائے کہ یہی حق ہے) پھر ایک موقعہ پر فرمایا
ولتعلمن نباءہ بعد حین (اسکی خبر کچھ مدت بعد پاؤ گے) سو وہ خبریں مل رہی ہیں کاش کوئی سمجھے

کیا یہ اسلام کی دوستی ہے یا دشمنی

نظام المشائخ کچھ ایسا ویسا رسالہ نہیں بلکہ حلقۂ صوفیا میں خاص شوق سے پڑھا جاتا ہے اسکے سرپرست حسن نظامی مشہور مضمون نگار ہیں۔ ملا محمدؐ الواحدی ایک مشہور دو اخباروں کے ایڈیٹر یا مہتمم ہیں پھر تعجب ہے کہ اس رسالہ میں بعض ایسے مضمون چھپ جائیں جو اپنی روایات کا کوئی صحیح ثبوت اپنے ساتھ نہیں رکھتے بلکہ نہ صرف مسلمانوں میں بلکہ غیر مسلموں میں اسلام کے استہزاء کا موجب ہو سکتے ہیں ملاحظہ فرمائیے رسول نمبر کا ایک مضمون جس کے بعض فقرات یہ ہیں۔

فقرہ اول۔ دوسرے دن جب صبح کے وقت حضرت حوا اپنی خوابگاہ سے نکلکر آنکھیں ملتی ہوئی باہر آئیں تو آپ کے بچے آپکو آ لپٹے اور بھولے پن سے کہنے لگے۔ اچھی بی اماں جان یہ ایسی چمکتی ہوئی دھگدگی راتوں رات آپکے گلے میں کہاں سے آئی . . . . حضرت آدم نے جو یہ جلوہ آرائی دیکھی تو آپ بھی حیران ہو گئے اسی آن جبریل نے آکر کہا۔ اے آدم! نور محمدی جو تیری پیشانی میں امانت رکھا تھا۔ آج رات کو منتقل ہو کر حوا کی پاک کوکھ میں آگیا ہے۔

فقرہ دوم۔ فلمّا آتوہ موثقھم۔ بیٹوں نے باوا کو . . . . . آپ سمجھے موثق کس مچلکہ کس ضمانت کس پر عمال کس گارنٹی کس عہد کس پیمان کو کہتے تھے۔ وہ ہمارے حضور کے نام مبارک کی قسم تھی جب اگلی امتیں آپس میں کسی بھاری کام پر معاہدہ کرتی تھیں تو کہتی تھیں محمدؐ کی قسم۔ بس گویا رجسٹری ہو گئی اسٹامپ لکھدیا۔ بندے بیچارے کس شمار کس قطار میں ہیں۔ خدا اپنے حبیب کی قسم کھاتا ہے والنجم اذا ھوٰی اے محمدؐ مجھے تیرے پیارے منہ کی قسم جو معراج کی رات ستارے کی طرح چمکتا ہوا۔ آسمانوں سے پرے آن کی آن میں گیا . . . . اور اے محمدؐ! مجھے قسم ہے تیرے رخسار تاباں کی۔ اے محمدؐ! مجھے قسم ہے تیری اُن سیاہ زلفوں کی جو تیرے عارض پر بکھر کر اسے ڈھانک لیتی ہیں . . . . لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد۔ اے محمدؐ میں شہر مکہ کی قسم اس وجہ سے کھاتا ہوں کہ تو اپنے نازک پاؤں سے اس میں گشت کرتا ہے۔

فقرہ سوم۔ حضور پرنور ایکدن کوہ ابوقبیس پر مع صحابہؓ کے کھڑے ہوئے شہر کی [illegible] نظر سے

ملاحظہ فرما رہے تھے جو پہاڑ میں سے آواز آئی العطش العطش الغیاث الغیاث ..... ناگہاں جبریل امین آئے اور عرض کرنے لگے خدا فرماتا ہے۔ اے میرے حبیب اس پہاڑ پر بہت سے انبیاء اور مرسلین کے مزار ہیں ...... لوگ تیری دید میں اپنے اپنے خاندان اور شہر و دیار کو چھوڑ کر یہاں آئے اور تیرے انتظار و ولادت میں اپنی جانیں گنوا کر آغوشِ لحد میں سو رہے ہیں۔ چونکہ مکہ میں پانی کی قلت آپ سے پہلے اور بھی زیادہ تھی۔ اسلئے یہ پیاسے فوت ہوئے ہیں اور اب تجھے دیکھکر تجھ سے محبت کا گلہ کر رہے ہیں۔

فقرہ چہارم جناب آمنہ فرماتی ہیں کہ جب میری آنکھوں کا تارا محمدؐ میرے پیٹ میں تھا تو مجھے وہ تکلیفیں ذرا نہ ہوئیں جو پیٹ والیوں کو ہُوا کرتی ہیں۔ میرے اعضاء بالکل ہلکے پھلکے تھے جب میں زمین پر چلتی اور میرے پاؤں کے نیچے کوئی اینٹ یا پتھر آجاتا تو فوراً موم کی طرح پگل کر بہ جاتا۔ یا برف کی طرح گھلکر بہجاتا۔ میں کنوئیں پر جا کھڑی ہوتی تو کنوئیں کا پانی جوش مارتا۔ اور میرے قدموں تک آجاتا پانی جو ایک عنصر بسیط بے عقل و شعور بیجان کہلاتا ہے۔ رسولؐ کی تعظیم کے لئے کنوئیں کی تہ سے ابھر کر من تک آجائے اور انسان دانا اور عاقل ہو کر محفلِ میلاد کے قیام کے لئے حجتیں کرے سہ

برین عقل و دانش بباید گریست۔

فقرہ پنجم - حضرت آمنہ فرماتی ہیں مینے کمرہ میں قدم رکھا ہی تھا جو فرشتوں نے کواڑ بند کردئیے × × × ہول کے مارے مجھے دردزہ شروع ہو گیا۔ اور مینے جو کچھ انوکھی باتیں دیکھیں وہ کیا بیان کروں جب میرے ہوش ٹھکانے ہوئے تو مینے دیکھا۔ پیارے محمدؐ لاڈلے محمدؐ پیدا ہوئے ہیں اور زمین پر سجدہ میں سر رکھے ہوئے امتی امتی فرما رہے ہیں۔

فقرہ ششم - بغداد میں دجلہ کے کنارے یہ تذکرہ چھڑ رہا تھا کہ خراسان میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہُوا ہے جسکے سیدھے پہلو پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے پہلو پر محمد رسول اللہ لکھا ہُوا ہے یعقوب صیاد نے کہا مینے پرسوں اس دجلہ میں سے ایک مچھلی پکڑی تھی جس کے ایک طرف لا الہ الا اللہ اور دوسری طرف محمد رسول اللہ لکھا ہُوا تھا۔

فقرہ ہفتم - آپکا ارشاد ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم قرنی کے لفظ میں غور کیجئے تو ترتیب خلافت پنہاں ہے یعنی قرنی میں قاف صدیقؓ کا ر سے عمرؓ کی نون عثمانؓ کا اور یا سے معروف علیؓ کی ...... اور جب تک ایک ایک امتی کو فردوس بریں میں نہ بھیجونگا

جنت میں جاؤنگا۔ قیامت کے دن خدا فرمائے گا اے پیارے محمدؐ! تو مت کے لئے گڑھ نہیں۔ جس طرح یعقوبؑ کی ملاقات کی خوشی میں یوسفؑ نے مصر کے باشندوں کو اپنی غلامی سے آزاد کر دیا تھا۔ آج میں تیری دیدار کی فرحت* میں تیری امت کے گنہگاروں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہوں +

اب خیال فرمائیے کہ یہ مزخرفات دین اسلام کی طرف اغیار کو متوجہ کرنے والے ہیں یا اس سے متنفر کرنیوالے اور کیا ہمارے پاس حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے یہی خوارق یہی مکارم رہ گئے ہیں۔ جو ولادت کے متعلق بیان کئے جاسکتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ سب دانشمند مدعیان اسلام میرے ساتھ اتفاق کرکے فرمائینگے کہ نہیں تو پھر کیوں ایسی روایات چھاپی جاتی ہیں جو کوئی اصلیت نہیں رکھتیں غیر معتبر اخبار روایات میں بعض ایسی باتیں ہیں جن سے اللہ تعالےٰ اور اسکے پسندیدہ دین کی صریح ہتک ہوتی ہے۔ خدا مسلمانوں کو سمجھ دے۔

معارفِ قرآن مجید

از سیدنا محمود ایدہ اللہ تعالےٰ

۲۳۔ دسمبر۔ فرمایا ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ مسیح ابن مریم کی وفات کا ایک بڑا بھاری ثبوت ہے خلت کے معنے اللہ تعالےٰ نے خود ہی کر دیئے ہیں کہ افان مات او قتل پس وہی طریقے خلاء کے ہیں طبعی موت سے مرنا یا مارا جانا الرسل میں ال استغراق کا ہے ورنہ ہمارا حریف خاتم النبیینؐ میں بھی تسلیم کرے کہ یہاں کل انبیاء مراد نہیں۔ بہرحال ایک نہ ایک صداقت تو ثابت ہوگی اور ہمارے معتقدات کی تائید۔

فرمایا۔ ایک طرف فرمایا لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین (اگر یہ ہمپر افترا کرے تو ہم اپنے دہنے ہاتھ سے اسے پکڑ لیں اور اسکی رگِ جان کاٹ دیں) اور دوسری طرف فرمایا اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ (اگر محمد رسول اللہ مرجائیں یا قتل کئے جائیں تو کیا تم اپنی پچھلی گمراہی پر لوٹ جاؤ گے) ان دونوں آیتوں میں توفیق کیونکر ہوا۔ توفیق یوں ہے کہ بفرض محال نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ اگر قرآن مجید یا محمد رسول اللہ کے دعوےٰ صداقت کی ایک دلیل صحیح بھی اترے تو بھی اس سے یہ تو ثابت نہیں ہو سکتا کہ شرک اچھا ہے

* گویا اس سے پہلے خدا دیدار سے محروم تھا (نعوذ باللہ)

یا تثلیث کا عقیدہ درست ہو یا یہود کے خیالات مذہبی درست ہیں پس فرمایا اگر محمدؐ رسول اللہ قتل بھی ہو جائیں تو بھی کم از کم یہ تو تمہیں سمجھ لینا چاہئیے کہ شرک - تثلیث - بت پرستی اور تمام وہ باتیں جن سے محمد رسول اللہ صلعم منع فرماتے رہے ہیں وہ بُری ہیں اور تمہیں جائز نہیں کہ پھر لوٹ کر انہی باتوں میں گرفتار ہو جاؤ -

دوم - ایک کسی امر کے شرائط ہوتے ہیں اور ایک انعام قتل کیا جانا جھوٹا ہونے کی علامت نہیں اور نہ یہ شرط کہ ہر نبی ۲۳ سال یا اس سے زیادہ تک بعد دعویٰ نبوت زندہ رہے ورنہ لازم آئیگا کہ جب نبی فوت ہو جائے تب اس پر ایمان لایا جائے - پس قتل سے بچایا جانا ایک انعام ہے - اور ۲۳ سال بعد دعویٰ نبوت زندہ رہنا شرائط ذاتیات صداقت سے نہیں - پس اگر محمد رسول اللہ صلعم اس مدت سے پہلے قتل کئے جاتے تو یہ امر انکے جھوٹا ہونیکی دلیل نہیں -

تاویل الاحادیث

ماخوذ از درس حضرت خلیفہ ثانی

(نوشتہ مولوی نیاز احمد نصر اللہ)

۱ - کتاب بدء الخلق - باب نسلان فی المشی - حدیث موسیٰ ابن اسمٰعیل مسجد اقصیٰ - بیت المقدس - اس (جامع) مسجد کو بھی خدا تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ فرمایا ہے - مسجد سے مراد اگر مساجد الانبیاء ہیں تو اس لحاظ سے اول مسجد کے معنے یہ ہونگے کہ جو اولاد ابراہیم کے لئے پہلے بنائی گئی - اور اگر اسکے معنے خاص مسجدیں لئے جاویں تب بھی ٹھیک ہے کہ مسجد حرام پہلے بنی -

خواب میں اگر مسجد دیکھی جاوے تو مراد سلسلہ اور جماعت ہے چونکہ حضرت اسحٰق و اسمٰعیل کے سپرد جماعت کرنی تھی اسلئے ان دونوں کے ہاتھوں سے مسجدوں کی بنیاد رکھوائی - اور بعد میں چونکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ہی جماعت نے رہنا تھا اسلئے انکی مسجد کو کوئی گزند نہیں پہنچ سکا (یعنی خانہ کعبہ) اور حضرت اسحٰق کی جماعت درمیان میں کئی دفعہ ٹوٹ گئی اسلئے انکی مسجد بھی کئی حوادثات سے ہو کر وہ ٹوٹ گئی (مسجد بیت المقدس) پھر اسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنوایا -

۲ - حدیث عبد اللہ ابن یوسف و حدیث قیس ابن حفص - النزول

نے نبی کریم سے دریافت کیا کہ ہم آپ پر درود کس طرح پڑھیں سلام تو ہمیں اللہ تعالےٰ نے سکھلا دیا ہی (تشہد میں) پھر آپ نے انکو درود سکھلایا۔ اس میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آپ نے درود میں یہ سکھایا ہے کہ اے اللہ! تو محمد صلعم اور آپکی اولاد ازواج پر اس طرح رحمت کر جس طرح تو نے ابراہیم اور آپکی اولاد ازواج پر رحمت کی۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت ابراہیم ع حضرت نبی کریم سے بڑے تھے تو یہ دعا سکھلائی نہیں۔ کیونکہ یہ ثابت ہے کہ نبی کریم کا درجہ حضرت ابراہیم ع سے بڑا ہے تو اس سے مراد کیا ہوگی؟ اسکا جواب صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت رہی۔ اسی طرح حضرت نبی کریم کی اولاد میں بھی نبوت قائم رہے صرف نبوت کی ہی خصوصیت کے لئے آپ نے یہ دعا سکھلائی چنانچہ آپکے اہلبیت میں نبوت قائم ہوئی۔

نبی کریم صلعم نے اسی لئے فرمایا تھا کہ سلمان منا اہل البیت کہ سلمان اہل بیت میں سے ہے اور اسکی نسبت ایک پیشگوئی تھی کہ اسکی اولاد میں سے ایک نبی ہوگا۔ آجکل تو لوگ اپنے آپکو زور سے اہلبیت میں سے بنانا چاہتے ہیں یہی ایک بات ہے جس کی رُو سے اسکے معنی بھی ٹھیک بنتے ہیں اور نبی کریم کی رفعت ثابت ہوتی ہے ورنہ یہ ماننا پڑیگا کہ نبی کریم چھوٹے تھے

۳۔ حدیث عثمان بن ابی شیبہ۔ یعوذ الحسن والحسین۔ آپ حسن رض اور حسین رض کے لئے پناہ مانگا کرتے تھے۔ بعض لوگ ایسے حریص اور بخیل ہوتے ہیں کہ وہ اگر کسی چیز کو دیکھیں تو فوراً انکے منہ سے انکے لئے بد دعا نکلجاتی ہے اور وہ اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ کسی کے پاس کوئی اچھی چیز ہو یا کوئی اچھی حالت میں ہو۔

انبیاء کا طریق دیکھو کیسا عمدہ ہوتا ہے کہ بچہ کو چھوٹی عمر میں اللہ اللہ سکھلانا شروع کر دیتے ہیں اور اللہ کی طرف متوجہ کر دیتے ہیں۔ حضرت حسن رض اور حسین رض کی عمر چھوٹی تھی۔ تو آنحضرت صلعم نے بچپن سے انکے دل میں ڈالنا شروع کر دیا کہ ایک خدا ہے جو بچا سکتا ہے اور انسان کی حفاظت کر سکتا ہے۔

۴۔ باب ونبئہم عن ضیف ابراہیم۔ حدیث احمد بن صالح۔ نحن احق من ابراہیم اذ قال رب ارنی کیف تحی الموتیٰ الخ بہت لوگوں کو اس بات پر دھوکہ لگا ہے وہ اس کے معنے یہ کرتے ہیں کہ ابراہیم کو شک تھا اور نبی کریم صلعم انکسار کی وجہ سے فرماتے

ہیں کہ ہم ابراہیم سے زیادہ شک کرنے کے حقدار ہیں۔ میں ایسے معنوں کو قابل تسلیم نہیں سمجھتا۔ مجھے اسکے معنے یہ سمجھائے گئے ہیں پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کر کے بتلایا کہ انہوں نے خدا تعالےٰ کے حضور عرض کیا کہ اے مولیٰ تو مردوں کو کسطرح زندہ کیا کرتا ہے آپکا سوال یہ تھا کہ مردوں کو زندہ کسطرح کریگا۔ بلکہ آپکا سوال یہ تھا کہ ویران جگہ کو تو آباد کب کریگا یہ بھی سوال کرنے کا ایک طریق ہوتا ہے ایکدفعہ حضرت خلیفۃ المسیح جسکے پاس ملازم تھے اُسنے آم کھانیکے لئے اُن سے اجازت مانگی تو آپنے جواب میں کہلا بھیجا کہ آم کیسے ہوتے ہیں مطلب یہ تھا کہ مجھے بھی بھیجو اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالےٰ سے پوچھتے ہیں کہ یہ ویران جگہ جہاں میںنے اپنی اولاد کو رکھا ہے کب آباد ہوگی۔ کسی چیز کے ہونیکا یقین کسی طرح سے ہو جائے اور آدمی مان لے تو یہ ایمان ہی مگر اطمینان جبھی ہوتا ہے کہ اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ اس سے آگے چار طیور لانیکے حکم کا ذکر ہے کیا اللہ تعالےٰ ایک طیر پر یہ نہ کر سکتا تھا کہ اسکو زندہ کر کے دکھلاتے۔ چار طیر سے مراد چار ترقیاں ہیں جو بنو ابراہیم کو ملینگی۔ "بنی اسحٰق" کو اور "بنی اسمٰعیل" کو۔ موسیٰ کے وقت مسیح ناصری کے وقت۔ آنحضرت صلعم کے وقت۔ مسیح موعود کے وقت۔ تو چار پرندوں میں یہی حکمت تھی اسی لئے فرمایا کہ چار پرند لاؤ انہیں سدھاؤ اور پھر الگ الگ پہاڑی پر رکھدو تو دیکھو پھر وہ آتے ہیں یا نہیں تو کیا میں جو سارے جہان کا خالق و مالک ہوں اگر اس بستی کو آباد کرنا چاہوں تو اسکے اسباب جمع نہیں کر سکتا اور یہ بھی بتایا کہ میں تیری اولاد کو چار بار بلاؤنگا اسی وجہ سے نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ نحن احق من ابراھیم۔ میری شان بڑی ہے اسلئے میرا حق زیادہ ہے کہ میں یہ سوال کروں کہ الٰہی تو مجھے بڑھا کفرو شرک سے ویران شدہ علاقوں کو ایمان کی تازگی سے سرسبز کر۔

کلمات طیبات مسیح کائنات علیہ الصلوٰة

"یہ ڈائری مجھے اپنے پرانے کاغذات سے ملی ہے اس سے ظاہر ہے کہ حضور کس طرح اپنے خاص احباب کی اصلاح فرمایا کرتے اور کیونکر انہیں اعلیٰ مدارج یقین پر پہنچانے کی سعی فرماتے"

۱۔ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب نے کہا حضور یہاں کمیٹی بنے گی۔ ہماری طرف سے کوئی ممبر ہونا چاہیئے۔

فرمایا! مولوی صاحب! کیا کمیٹی غلبہ کریگی آپ موجودہ حالت کو دیکھتے ہو اور میری آئندہ پر نظر ہے

۲۔ ایک دفعہ حضرت مولوی صاحب نے کہا کہ حضور وہ دوائی بہت مفید ہے فلاں مریض اس سے تندرست ہوا فلاں اور فلاں۔

فرمایا! مولوی صاحب دوا نے تو صحت نہیں بخشی خدا نے بخشی وہی دوائی کسی کے لئے مضر بھی ہوگی نفع وضرر خدا کے اختیار میں ہے شفاء کو اپنے یا کسی کی طرف منسوب کرنا ہی شرک ہے۔

۳۔ کچھ دن ہوئے حضرت مولوی صاحب نے خط پیش کیا کہ کسی نے مجھے لکھا ہے کہ فلاں راجہ کی طرف اگر اپنے دعاوی کی ایک ناگری کتاب مختصر لکھی جائے تو وہ چاہتا بھی ہے ہدایت پا جائے اور ساتھ ہی عرض کیا حضور لکھدیں بابرکت بات ہے خواہ اخصوصیت سے اسکو مخاطب فرمایا جائے۔

فرمایا۔ مولوی صاحب! اگر اس میں حق کی تڑپ ہے۔ تو وہ براہ راست کیوں نہیں لکھتا خدا کے ماموروں میں شانِ کبریائی ہوتی ہے یہ لوگ امراء کے لئے متکبر فقراء کے لئے متواضع ہوتے ہیں۔ ہمارے اوقات ایسے معمولی نہیں۔

مناجات

خاکسار نبی بخش لاہور

اے خدا اے میرے محسن اے مرے نگرانِ حال
اے کریم و کارساز و عیب پوش و ذوالجلال

پاک بے ہمتا قدیر و واحد و فرد و بصیر
بے مثال و بے نظیر و جامع وصف کمال

تجھ سے ہے آرام دل اور تو میری پشت و پناہ
تیرے الطاف و کرم سے دور ہوں رنج و ملال

قدرتیں تیری عیاں ہیں اور تو از بس نہاں
عقلِ انساں غرقِ حیرت اور یہی اس کا مآل

جملہ عالم جذبِ پنہانی سے ہے شیدا ترا
جسم و جاں کا ذرہ ذرہ ہے بہ امید وصال

زیر و بالا میں ہے جو کچھ سب پہ ہے حکمِ فنا
مالک ملک بقا ہے ۔ تیری ذاتِ لایزال

نیستی کو خلعتِ ہستی سے کیا تو نے عطا
روئے خوباں پر چمکتا ہے ترا حسن و جمال

راحت ہر دو جہاں ہے تیرے منہ کا دیکھنا
تیرے بن فردوسِ اعلیٰ بھی ہے اک جاں کا وبال

تیرا ملنا سہل ہے پر جو تیرا ہو کر رہے
ہے وہی زندہ جو پیتا ہے ترا آبِ زلال

بے حجابانہ ہو دل پر تیری رحمت کا نزول
معرفت کے پھل لگیں پھولے پھلے دل کا نہال

آرزوئے دل یہی ہے جوش الفت تیز ہو
مورد لطف و کرم ہوں ۔ مہبطِ فضل و کمال

خلیفہ اور انجمن

"تصدیق خلافت احمدیہ" کے ہیڈنگ کے ماتحت دسمبر تشحیذ الاذہان میں ایک جامع مضمون شایع ہو چکا ہے
الحمد للہ کہ قاضی محمد یوسف صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ حضرت فضل عمر رضہ کی بیعت کر لی۔ اسلئے اب وہ ہمارے بھائی واجب التعظیم ہیں۔ اللہ تعالےٰ انکو پوری استقامت عطا فرماوے۔ قاضی صاحب کے لئے خصوصاً اور تمام احمدی جماعت کے لئے عموماً آج ہم بتوفیق الٰہی خلیفہ اور انجمن کے ہیڈنگ کے ماتحت ایک عجیب مضمون حوالہ قلم کرتے ہیں اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ عام فائدہ کی چیز ہو۔

پیشتر اسکے کہ میں اصل مضمون کی طرف توجہ کروں۔ میں خلوص نیت سے اپنے بھائی مکرمی قاضی صاحب کو "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" سے مخاطب کرتا ہوں۔ اور میں عاکرتا ہوں کہ ہماری لڑائی یا ہماری محبت محض اللہ کیلئے ہو آمین یا رب العٰلمین۔ مضمون حسب ذیل ہے۔

یہ ایک مسلم امر ہے کہ حضرت مسیح موعود کو دو کے ہندسے سے ایک خاص مناسبت ہے۔ چنانچہ

...(۱) آپکے دو نام ہیں۔ (۱) "غلام احمد" (۲) "احمد"

(۲) آپ کی دو شانیں ہیں (۱) امتی (۲) نبی

(۳) آپکی دو حیثیتیں ہیں (۱) قمر (۲) شمس

الغرض آپ کئی ایک باتوں میں دو امور میں اشتراک رکھتے ہیں۔ اگر آپ امتی ہیں تو یقیناً نبی بھی ہیں۔ اگر آپ قمر ہیں تو یقیناً شمس بھی ہیں۔ اگر آپ مریم ہیں تو ابن مریم بھی آپ ہی ہیں۔ اگر آپ آیت استخلاف کے ماتحت آنحضرت صلعم کی خلافت کے ایک خلیفہ ہیں تو ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ کے ماتحت خود ایک رسول اللہ اور نبی اللہ صاحب خلافت بھی ہیں۔ اگر خدا نے آپکا نام غلام احمد رکھا ہے تو احمد بھی یقیناً آپ ہی کا نام رکھا ہے۔ الغرض مسیح موعود کے نام اپنے اندر دو نام۔ مسیح موعود کی حیثیت اپنے اندر دو حیثیتیں۔ مسیح موعود کی شان نزول اپنے اندر دو شانیں رکھتی ہے۔ ایک پہلو سے آپ کل انبیاء سے خصوصیت رکھتے ہیں اور دوسرے پہلو سے آپ کل خلفاء امت محمدیہ سے خصوصیت رکھتے ہیں یعنی امتی ہونے کے پہلو میں کوئی نبی آپکا شریک نہیں اور نبی ہونے کے پہلو میں

کوئی خلیفہ آپکا شریک نہیں ایسا کیوں ہوا۔ اسکا جواب حضرت مسیح موعود کی زبانی حسب ذیل ہے۔

"اگر تمام خلفاء امت محمدیہ کو نبی کے نام سے پکارا جاتا۔ تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا۔ اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے پکارا نہ جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا کیونکہ موسیٰ کے خلفاء نبی ہیں اسلئے حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جاوے اور انکا نام نبی نہ رکھا جاوے اور یہ مرتبہ انکو نہ دیا جاوے تا ختم نبوت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جاوے تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو۔" (تذکرۃ الشہادتین صـ۴۳)

پس حضرت مسیح موعود کی مندرجہ بالا تحریر اس بات کا بیّن ثبوت ہے کہ حضرت مسیح موعود امتی ہونے کے پہلو سے خلیفہ من خلفاء رسول اللہ تھے اور نبی ہونے کے پہلو سے آپ خود محمد رسول اللہ بیں مگر بروزی صورت میں) پس دونوں باتیں اس امر کی مقتضی تھیں۔ کہ آپ کے بعد آپکی خلافت بھی دو ہی پہلوؤں سے تقسیم کیجاوے۔

مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے کی حیثیت اس امر کی مقتضی ہے کہ آپ کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہو جیسے کہ آنحضرت صلعم کے بعد ہوئی اور جیسے کہ حدیث وان من نبوۃ الا تبعتها الخلافۃ سے ظاہر ہے اور مسیح موعود کی خلیفہ ہونے کی حیثیت بموجب لا خلافۃ الا بالمشورۃ اس امر کی مقتضی تھی کہ آپ کے ماتحت ایک مجلس شوریٰ یعنی انجمن ہو۔ پس حضرت مسیح موعود نے اپنی حیثیت کے دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے الوصیت میں اپنی خلافت کو بھی دو ہی پہلو سے تقسیم کیا۔ نبی اللہ ہونے کے نشان کو قائم رکھنے کے لئے آپ نے صفحہ ۷ میں فرمایا۔

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے۔ جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔"

اور دوسری قدرت کی تشریح فرماتے ہوئے فرمایا۔

"خداتعالٰے نے حضرت ابوبکر رضہ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔" (الوصیت صفحہ ۷)

اور یہ ایک نہایت ہی قابلِ غور بات ہے۔ کہ الوصیت میں جہاں آپ نے اپنے بعد قدرت ثانیہ یعنی خلافت علیٰ منہاج النبوّت کا ذکر کیا وہاں اشارتاً یا کنایتاً ایک لفظ بھی اپنی نسبت اُمتی ہونے کی حیثیت سے نہیں لکھا۔ بلکہ صاف اور صریح لفظوں میں بار بار نبی اور رسول کا لفظ استعمال کیا ہے اور انبیاء کے لیے جو سنت مستمرہ پائی جاتی ہے اسکا جاری رہنا اپنے بعد لازمی قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا۔

"اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔" (الوصیت صفحہ)

پس اگر آپ کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوت نہ ہوتی تو مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا مشتبہ ہو جاتا۔ اور نیز آپکی قوت قدسیہ اور کمال فیضان پر ایک بدنما داغ لگتا تھا اور آپکا محمد مہدی ہونا باطل ٹھہرتا تھا۔ لیکن اسکے دوسری طرف یہ بھی خرابی تھی کہ اگر خلیفہ ہونے کے نشان کو قائم رکھنے کیلئے کوئی انجمن نہ ہوتی تو اس سے نہ صرف مسیح موعود کا اُمتی ہونا باطل تھا۔ بلکہ ختم نبوت میں ایک رخنہ واقع ہو جاتا۔ سو اللہ تعالےٰ نے ان دونوں خرابیوں سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک طرف تو قدرت ثانیہ یعنی خلافت کا وعدہ دیا۔ اور دوسری طرف حضرت مسیح موعود کے ہاتھ سے ہی انجمن کا انعقاد بھی کروا دیا۔

یہ ایک نہایت ہی لطیف بات ہے کہ جہاں الوصیت میں قدرت ثانیہ کا ذکر آیا۔ وہاں مسیح موعود نے اپنی نسبت کھلے لفظوں میں نبی اور رسول کا لفظ استعمال کیا۔ لیکن جہاں انجمن کا ذکر ہے وہاں آپ نے ہرگز اپنی نسبت نبی اور رسول کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ خلیفہ کا لفظ استعمال کیا ہے جیسے کہ فرمایا

"انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے۔"

یہاں پر صریح طور سے انجمن کی جانشینی کو اپنے خلیفہ ہونے کی حیثیت کی طرف منسوب کیا ہے اور "ہے" کا قرینہ اسپر نص قطعی کے طور سے شہادت دے رہا ہے کہ انجمن کی خلافت محض مسیح موعود کے خلیفہ ہونے کی حیثیت میں ہے کیونکہ مشورہ کا مفہوم مقتضی ہے کہ مجلس شوریٰ مطابق کا خلافۃ لا بالمشورۃ خلیفہ کی زندگی میں ہو۔ پس اسلئے مسیح موعود نے انجمن کی خلافت کو اپنے خلیفہ ہونے کی حیثیت کی طرف منسوب کیا۔ اور "ہے" کا لفظ لکھکر بتا دیا کہ انجمن محض خلیفہ کی خلیفہ ہے اور اسکی خلافت خلافت در خلافت ہے۔ خلافت علیٰ منہاج النبوت نہیں۔

ہم اس خدا کا کس زبان سے شکر ادا کریں۔ جس نے اپنے برگزیدہ نبی سے کوئی ایسا کام نہیں کروایا جو اسکی رسوائی کا باعث ہو۔ بلکہ اپنے وعدہ کے مطابق

"ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھینگے"۔ (الوصیت صفحہ)

ایسے کھلے کھلے نشان تصدیق کیلئے پیدا کئے گئے جنکو غور سے سوچنے والا اور ایک خدا ترس انسان یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بے شک و شبہ مسیح موعود خدا کے برگزیدہ نبی اور رسول تھے مثلاً حضرت مسیح موعود کی جانشینی کا مسئلہ ہی دیکھو کہ خدا نے مسیح موعود کے ہاتھ سے مسئلہ جانشینی کو ایسے طور سے الوصیت میں درج کروایا جس سے تا ابدالاباد ایک طرف مسیح موعود کا امتی ہونا ثابت ہوتا ہے اور دوسری طرف نبی اللہ اور رسول اللہ ہونا بھی قائم رہے۔

یہ ایک کھلی کھلی صداقت ہے جس سے انکار ہو ہی نہیں سکتا کہ انجمن محض خلیفہ کی خلیفہ ہے اور یہ کہ اسکی خلافت محض خلافت در خلافت ہے ورنہ مسیح موعود کے امر نبوت کی خلافت سے انجمن کو کوئی سروکار نہیں اور جیسے کہ ہمنے پہلے بیان کیا کہ مسیح موعود نبی اللہ ہونے میں دوسرے خلفاء امت محمدیہ سے خصوصیت رکھتے ہیں ورنہ امر خلافت میں ہر ایک ایسا خلیفہ جس کی خلافت خلافت علی منہاج النبوت ہے مسیح موعود کا شریک ہے اور امر خلافت میں وہی حکم رکھتا ہے جو مسیح موعود خلیفہ ہونے کی حیثیت سے رکھتے تھے۔ پس انجمن بموجب ارشاد مسیح موعود ہر ایک ایسے خلیفہ کی جسکی خلافت خلافت علی منہاج النبوت ہو اسکی خلیفہ یعنی جانشین ہے حضرت مسیح موعود کے اس فرمودے کہ

"انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے"

تین باتوں کا استنباط ہوتا ہے۔

(۱) انجمن خلیفہ کی خلیفہ ہے اور اسکی خلافت خلافت در خلافت ہے نہ کہ خلافت علی منہاج النبوۃ

(۲) انجمن بموجودگی خلیفۃ النبی کے ہرگز ہرگز خود مختار نہیں ہو سکتی۔

(۳) انجمن کا وجود چونکہ واحد ہے اسلئے یہ امر بھی ضروری ہے کہ صاحب انجمن یعنی خدا کا مقرر کردہ خلیفہ اپنے زمانہ میں صرف ایک ہی ہو۔

علاوہ ان تین باتوں کے یہ دو امور بھی بدیہی طور سے ثابت ہوتے ہیں۔ (اوّل) یہ کہ جب انجمن خلیفہ کی خلیفہ ہونے سے یہ اختیار رکھتی ہے کہ اسکا ہر ایک فیصلہ قطعی ہو۔ تو خلیفہ بوجہ نبی کے خلیفہ ہونے کے بدرجہ اولی یہ اختیار رکھتا ہے کہ اسکا ہر ایک قول و فعل قطعی ہو (دوم) کہ انجمن بموجودگی خلیفۃ النبی ہرگز یہ اختیار نہیں رکھتی کہ خود مختارانہ طور سے قوم پر حکمرانی کرے۔ ہاں عدم موجودگی خلیفۃ النبی

میں وہ کچھ دیر کے لئے ایسا اختیار رکھ سکتی ہے جیسے کہ واقع ہوا۔ حضرت مسیح موعود جب فوت ہوئے تو ۳۶ گھنٹے تک انجمن کی حکمرانی رہی یعنی یوں نوع مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے کی حیثیت سے خدا سے التجا کی کہ کوئی نور الدین اعظم کی شکل میں خلیفہ مقرر کیا جاوے سو خدا تعالےٰ نے حضرت نور الدین اعظم کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ اور مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے کے نشان کو قائم رکھنے کے لئے نور الدین کو اسکی امر نبوت کا پہلا خلیفہ تجویز فرمایا۔ اسی طرح خدا نے حضرت فضل عمر کو مسیح موعود کی امر نبوت کا خلیفہ ثانی بنایا۔ الغرض انجمن بموجودگی خلیفۃ النبی ہرگز ہرگز اس امر کی مجاز نہیں کہ اس کی اطاعت سے منہ موڑے اور خود مختاری کا دم مارے۔ بلکہ اسکی خیر اسی میں ہے کہ وہ اپنے آپکو خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشینی سے الگ کرے اور خود اپنے آپکو خلیفۃ المسیح خلیفۃ النبی کے لقب سے مخاطب کرے یہ امر کہ انجمن محض خلیفہ کی خلیفہ ہے اور اسکی خلافت محض خلافت در خلافت ہے اور قدرت ثانیہ کے مظہر وجود یا بیعت لینے والے پاک نفس بزرگ خلفاء مسیح موعود نبی اللہ ہیں اور انکی خلافت خلافت علےٰ منہاج النبوت ہے نہ صرف مسیح موعود کے صریح الفاظ سے ہی معلوم ہوتا ہے بلکہ اسکے کاموں کی تقسیم سے بھی یہ امر نہایت بدیہی طور سے پایا جاتا ہے۔ چنانچہ امر نبوت کے خلفاء کو یہ ہدایت ہے۔

"اور چاہئے کہ وہ اپنے تئیں لوگوں کے لئے نمونہ بنادے"۔

لیکن انجمن جو محض امر خلافت کی خلیفہ ہے اسکی نسبت یہ ہدایت ہے۔

"پس انجمن کو دنیا داری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا چاہیئے"۔

اور یہ ظاہر ہے کہ جو کام انجمن کے سپرد کیا گیا وہ محض حساب کتاب کا کام ہے لیکن جو کام خلفاء کے سپرد کیا گیا وہ وہ کام ہے جسکے لئے مسیح موعود دنیا میں تشریف لائے چنانچہ فرمایا۔

"خدا تعالےٰ چاہتا ہے × × کہ اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالےٰ کا مقصد تھا جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو"۔ (الوصیت صث)

اور تم سے مراد وہی قدرت ثانیہ کے مظہر وجود یا بیعت لینے والے پاک نفس جو گزرے ہیں۔ پس اپنے اصلی کام کو خلفاء کے سپرد کیا۔ اور روپیہ پیسے کے حساب کتاب کے کام کو انجمن کے سپرد کیا اور کون نہیں جانتا کہ جو ہدایت آپ نے خلفا کے لئے چھوڑی یعنی

"چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بناوے"۔

یہ وہ ہدایت ہے جس میں انجمن کی ہدایت بھی شامل ہے کیونکہ جو کوئی دوسروں کے لئے نمونہ بنیگا لامحالہ
اسکو دنیاداری کے تمام رنگوں سے بکلی پاک ہونا پڑیگا۔ لیکن یہ لازمی نہیں کہ جو دنیا داری کے رنگوں سے بچے
وہ ضرور دوسروں کے لئے نمونہ بھی ہو۔ پس اس سے بھی لازم آیا کہ انجمن کی خیر بھی اسی میں ہے کہ وہ کسی "زندہ نمونہ"
یعنی خلیفۃ المسیح کے ماتحت ہو ورنہ عجب نہیں کہ وہ بغیر کسی صاحب نمونہ کے اپنے آپکو ہلاکت کے گڑھے میں پھینکے
اسجگہ ایک سوال کا حل کردینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام یا دیگر
انبیاء بنی اسرائیل بھی تو آخر موسٰی علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ اور نبی اور رسول تھے سو اس صورت میں
انکی خلافت بھی ویسی ہی ہونی چاہیئے تھی جیسے کہ مسیح موعود کی سو اسکا جواب گو ہم پہلے بیان کرآئے ہیں
لیکن مزید اطمینان کے لئے عرض کرتے ہیں کہ حضرت عیسٰی حضرت موسٰی کے امتی نہ تھے یعنی حضرت عیسٰی
کی نبوت میں حضرت موسٰی کا کوئی دخل نہ تھا۔ بلکہ وہ براہ راست ذاتی طور پر نبی اور رسول تھے لیکن چونکہ وہ
موسٰی علیہ السلام کے تابع تھے اور توریت پر چلتے تھے اور موسوی دین کی اشاعت اور نصرت کرتے تھے اسلئے
وہ تابع ہونے کے معنوں میں موسٰی کے خلیفہ تھے لیکن وہ حضرت موسٰی کے امتی ہرگز نہ تھے یعنے وہ پہلے نبی
بنکر پھر خلیفہ ہوئے لیکن حضرت مسیح موعود امتی ہیں۔ لہٰذا انکا نبی ہونا ایک خاص معنی رکھتا ہے حضرت
موسٰی کے جسقدر خلفاء ہیں وہ سب نبی ہیں لیکن حضرت نبی کریم صلعم کے جسقدر خلفاء ہیں وہ سب امتی ہیں
اور سوائے مسیح موعود کے کوئی بھی نبی نہیں پس مسیح موعود نبی ہونے میں تو انبیاء سے خصوصیت
رکھتے ہیں اور امتی ہونے میں خلفاء امت محمدیہ سے خصوصیت رکھتے ہیں پس یہی وجہ ہے کہ مسیح موعود
کے بعد مسیح موعود کی خصوصیات کو قائم رکھنے کے لئے خدا تعالےٰ نے آپکی جانشینی میں بھی ایک
خصوصیت پیدا کردی۔ وہ یہ کہ ایک طرف تو خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم کی اور دوسری انجمن کا
تقرر مسیح موعود کے اپنے ہاتھ سے کروایا۔

بعض لوگ امتی کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے سخت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ حالانکہ امتی کے معنے صرف
اسقدر ہیں کہ ہر ایک کمال اپنا نبی متبوع سے حاصل کیا جاوے پس مسیح موعود کا امتی ہونا یہ معنے نہیں
رکھتا کہ مسیح موعود نعوذ باللہ ناقص یا جزوی نبی تھے بلکہ محض یہ معنی رکھتا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی تھے حضرت مسیح موعود کا ایک پہلو سے امتی ہونا اور ایک
پہلو سے نبی ہونا مسیح موعود کے زبانی حسب ذیل معنی رکھتا ہے۔

یہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا ہے نبی اللہ و اماماً منکم یعنی وہ نبی بھی ہے اور امتی بھی ہے۔" (الوصیت ص۱۲)

پس یہاں پر حضرت مسیح موعود نے اماماً منکم کے معنے صاف امتی کے کئے ہیں یعنی حضرت مسیح موعود ایک طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت کے خود ایک خلیفہ تھے اور دوسری طرف وہ صاحب خلافت نبی بھی تھے۔ خود فیض یافتہ بھی تھے اور خود ہی فیض دہندہ بھی تھے لیکن حضرت عیسےٰ حضرت موسیٰ کے فیض یافتہ نہ تھے پس وہ حضرت موسیٰ کے ان معنوں میں خلیفہ نہ تھے جن معنوں میں حضرت مسیح موعود اور دوسرے اولیاء امت تھے۔

الغرض مسیح موعود کے امتی ہونے کے پہلو میں یہ لازمی ہے کہ آپ کے بعد کوئی جدا خلافت نہ ہو جیسے کہ دوسرے خلفاء امت محمدیہ کے بعد کوئی خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم نہیں ہوئی لیکن نبی ہونے کا پہلو اس امر کا مقتضی ہے کہ آپ کے بعد لازماً اور یقیناً خلافت علیٰ منہاج النبوت ہوتا آپکا بروزی محمد رسول اللہ صلعم ہونا ثابت ہو جاوے۔ پس خداتعالےٰ نے "امتی ہونے" اور "نبی ہونے" کے نشان کو قائم رکھنے کے لئے مسیح موعود کی خلافت کو دو طرح پر تقسیم کیا۔

(۱) خلافت علیٰ منہاج النبوت (۲) خلافت در خلافت

اور من وجہ انجمن کو خلیفۃ المسیح بنایا گیا۔ لیکن اصلی اور حقیقی طور سے قدرت ثانیہ کے مظہر وجودوں کو خلیفۃ المسیح کا خطاب دیا گیا گویا انجمن مسیح موعود کے محض امر خلافت کی خلیفہ ہے۔ لیکن قدرت ثانیہ کے مظہر وجود مسیح موعود کے امر نبوت کے خلیفہ ہیں۔ پس جیسے امتی ہونے میں اور نبی ہونے میں فرق ہے وہی فرق انجمن اور خلیفہ کی حیثیت کا ہے۔ والسلام (خاکسار "سعدی" از لاہور)

ریویو

جناب شرر لکھنوی کی چار کتابیں

حسن کا ڈاکو حصہ اول و دوم و اسرار دربار حرامپور نمبر اوّل نمبر دوم یہ چار ناول میرے مطالعہ کیلئے شرر صاحب کا تام کا نام ہی اس بات کی ضمانت ہے کہ یہ ناول نہ صرف بلحاظ زبان بلکہ باعتبار اپنے اہم مطلب کے بہت مفید ہیں مگر میں کچھ زیادہ تفصیل کر دیتا ہوں۔

اس سلسلے میں مولوی عبد الحلیم صاحب شرر نے بعض نوابوں اور رئیسوں کی بدکاریاں ان سے سوسائٹی کی تباہی اور پھر انکا انجام نہایت عمدگی سے دکھایا گیا ہے جلد اول و دوم کے پڑھنے سے مفصلہ ذیل اخلاقی نتائج نکلتے ہیں۔ اچھے بھلے شریف آدمی بعض اوقات اخلاقی کمزوری کی وجہ سے کسی بات میں دب جاتے ہیں اور پھر انکا خطرناک خمیازہ بھگتتے ہیں (۲) عورت ذات بہت کمزور خیال کیجاتی ہے لیکن اگر وہ بھی کسی امر کا عزم بالجزم کرے تو سوسائٹی اور قوم کی بہت بڑی خدمت بجا لا سکتی ہے (۳) قرآن مجید میں غیر عورتوں سے بھی جو پردے کا حکم ہے یہ بہت ضروری اور نہایت اعلیٰ مصالح پر مبنی ہے بعض اوقات اسکے عدم تعمیل سے کئی گھرانے تباہ ہوجاتے ہیں (۴) آجکل بعض مولانا یعنی ملّانے بجائے مصلح قوم بننے کے مفسدین اور بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر کے مصداق اپنے اعمال کے لحاظ سے سخت قابل نفرت اور اسلام کے چہرہ پر ایک بدنما داغ ہیں وہ بجائے عمل بالکتاب والسنۃ کے عملیات اور ٹوٹنے ٹوٹکے ایسی لغویات میں پڑے ہیں ان سے بچے رہنا چاہیئے (۵) وہ اسلامی تہذیب جو سید الرسل محمد مصطفےٰ خاتم النبیین نے سکھائی آجکل کے بعض مسلمان رؤسا و نواب اپنی حکومت کے زعم میں اسے بدتہذیبی اور بےادبی سمجھتے ہیں۔ مگر اہل اللہ ذرا بھی پروا نہیں کرتے اور اسپر قائم ہیں (۶) اگر باپ بوجہ جہالت کے اپنی بات پر ضد کرے۔ تو بھی سعادتمند بیٹا اسکا مقابلہ نہیں کرتا (۷) رؤسا کے نوجوان بیٹے عدم نگرانی کی وجہ سے رنڈیوں کی چکنی چپڑی باتوں میں آجاتے ہیں (۸) انسان کے بداعمال اسکے لئے ایک جہنم ہیں زندگانی تلخ ہوجاتی ہے اور اسی دنیا میں مجرم کو سزا ملجاتی ہے جب لذت کے حصول کے لئے کسی بدی پر اصرار کیا جائے اس سے محروم کر دیا جاتا ہے (۹) ہر جو انسان سیکھے کبھی نہ کبھی کام آجاتا ہے دستکاریاں بھی بہت مفید ہیں (۱۰) بدکاری اور بداطواری کیوجہ سے بڑے بڑے آدمی ذلیل ہوجاتے ہیں اور ایک ریاست کے مالک کو ایک چھٹکے کا آدمی ذلیل و بےعزت کر سکتا ہے (۱۱) حاجتمندی انسان کو بےغیرت بنا دیتی ہے مگر مومن ایسا نہیں ہوتا۔ غرض اس قسم کی کئی مفید باتیں اخذ کیجا سکتی ہیں میں مولوی عبد الحلیم صاحب سے سفارش

[illegible]

ظہور المہدی علیہ السلام

(جس میں مفصلہ ذیل مضامین ہیں)

(۱) ہستی اللہ اور اسکے صفات (۲) تردید استمداد من غیر اللہ (۳) دعا و تدبیر و تقدیر اضلال و ہدایت (۴) شفاعت (۵) عملیات (۶) زیارت قبور (۷) نذر لغیر اللہ (۸) چندے کے مصارف (۹) عکوف الی القبور (۱۰) وحدت وجود کا مسئلہ (۱۱) کشف قبور (۱۲) سجدہ لغیر اللہ (۱۳) تصاویر (۱۴) اللہ خالق ہے نہ کہ مسیح (۱۵) روح حادث ہے (۱۶) خلق عالم (۱۷) مردوں کا زندہ کرنا (۱۸) مسیح ابن مریم فوت ہو گئے (۱۹) حقیقت معراج (۲۰) وفات مسیح کا مزید ثبوت (۲۱) مسیح کی قبر کشمیر میں (۲۲) مسیح موعود ع کے الہامات کی تشریح (۲۳) حقیقت توبہ (۲۴) ملائکہ اور انکی حقیقت (۲۵) نزول وحی (۲۶) اولیاء اللہ کے نشانات (۲۷) نشانات ۲۵ کے قریب (۲۸) سچے الہام کی شناخت (۲۹) اوراد وظائف طرق وصول الی اللہ (۳۰) عصمت انبیاء (۳۱) معجزات (۳۲) مسیح موعود کے معجزات (۳۳) ختم نبوت (۳۴) نزول مسیح (۳۵) الہامی کتب کی پیشگوئیاں (۳۶) مسیح موعود کے بارے میں پیشگوئی (۳۷) مسئلہ بروز مسیح محمدی و مسیح موسوی میں مشابہت (۳۸) امامکم منکم مسیح و مہدی ایک شخص (۳۹) علامات قرب قیامت (۴۰) خروج دجال اور اسکی حقیقت (۴۱) یاجوج ماجوج (۴۲) دابۃ الارض (۴۳) قرب قیامت کے اور تیس نشانات (۴۴) مسیح موعود کے ظہور کا وقت ۳۶ دلائل (۴۵) مسیح کا ظہور ہندوستان کے صوبہ پنجاب میں آٹھ ثبوت (۴۶) مسیح موعود کا حلیہ اور کچھ اور نشانیاں (۴۷) منجانب اللہ ہونے کے مزید چودہ ثبوت (۴۸) دس اعتراضوں کے جواب (۴۹) مسیح موعود کا مذہب اور تعلیم (۵۰) مسیح موعود کے تعلق سے تئیس فائدے (۵۱) مسیح موعود کے اکتیس کام (۵۲) مسیح موعود کے نہ ماننے والے اور انکی قسمیں (۵۳) یوم الآخر (۵۴) بہشت دوزخ و عذاب قبر کی حقیقت۔ حجم ۳۵۲ صفحے قیمت عمہ

ملنے کا پتہ۔ مینیجر تشحیذ الاذہان قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۶۴

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن

سنہ ۱۹۱۵ء	کافوری جنتری

سنہ ۱۹۱۵ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے۔ اور بلا قیمت و محصول ڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے شریف پڑھے لکھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھکر بھیجدیجئے جنتری بو اپسی ڈاک آپکی خدمت میں روانہ کردی جائے گی۔

تندرستی کی گفتگو

اپنی اپنی صحت کو درست رکھنے کے لئے امیر سے غریب تک فکر میں رہتے ہیں اور اپنی من مانی جس کو جیسی سوجھتی ہے ویسا ہی کرتے ہیں دولتمند گھی۔ دودھ اور میوہ وغیرہ کھاتے ہیں۔ اور قیمتی دوا کی تلاش کرتے ہیں غریب کم خرچ جڑی بوٹی اور چٹکلے کے کھوج میں رہتے ہیں۔ اس جاڑے کے موسم میں ہر چیز مریض کے موافق ہوتی ہے اس فکر اور دقت کو دور کرنے کی نہایت ہی آسان ترکیب ہے جسمیں نہ تو زیادہ پریشانی ہوتی ہے اور نہ استقدر لیاقت سے باہر خرچ ہے وہ ڈاکٹر ایس کے برمن کی مقوی باہ کی گولیاں ہیں آپ بھی آزمائش کرکے دیکھئے یہ بھوک کو بڑھاتی ہیں اور خون کو نیا پیدا کرتی ہیں جوانی کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے جو خرابی ہو اور جوانی میں بڑھاپے کی سی حالت ہو یہ سب شکایتیں دور کرکے نیا خون اور نیا جوش پیدا کرتی ہیں۔

اگر آپ آزمائش کرنا چاہیں تو

ایک لفافے کے اندر دو پیسے کا ٹکٹ اور دس شریف پڑھے لکھے اشخاص کا نام اور پورا پتہ لکھکر ساتھ ہی اس اشتہار کو بھیجدیئے نمونہ مفت بذریعہ ڈاک کے بھیجدیا جاویگا قیمت ۳۰ گولیوں کی ایک شیشی عہ محصولڈاک ۵

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت اسٹریٹ کلکتہ